﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يُؤتِيهِ مَن يشاء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۸/ مئی ۱۹۹۸ء شمارہ ۱۹

۱۱/ محرم ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۱۰/ ہجرت ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو فساد دین کی بے خبری سے پھیلا ہے اس کی اصلاح اشاعت علم دین پر موقوف ہے

"خدا نے ہم کو صدہا براہین قاطعہ حقیتِ اسلام پر عنایت کیں اور ہمارے مخالفین کو ان میں سے ایک بھی نصیب نہیں اور خدا نے ہم کو حق محض عطا فرمایا اور ہمارے مخالفین باطل پر ہیں اور جو راستبازوں کے دلوں میں جلال احدیّت کے ظاہر کرنے کے لئے سچا جوش ہوتا ہے اس کی ہمارے مخالفوں کو بُو بھی نہیں پہنچی۔ لیکن تب بھی دن رات کی کوشش ایک ایسی مؤثر چیز ہے کہ باطل پرست لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور چوروں کی طرح کہیں نہ کہیں ان کی نقب بھی لگتی ہی رہتی ہے۔ دیکھو عیسائیوں کا دین کہ جس کا اصول ہی اوّل الدن دُرد ہے پادریوں کی ہمیشہ کی کوششوں سے کیسا ترقی پر ہے اور کیسے ہر سال ان کی طرف سے فخریہ تحریریں چھپتی رہتی ہیں کہ اس برس چار ہزار عیسائی ہوا اور اس سال آٹھ ہزار پر خداوند مسیح کا فضل ہو گیا.........

.........اے بزرگو! اس سے زیادہ تر اور کون سا وقت انتشار گمراہی کا ہے کہ جس کے آنے کی آپ لوگ راہ دیکھتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا جو دین اسلام یَدخُلُونَ فِی دِینِ اللّٰہِ اَفوَاجًا کا مصداق تھا اور اب یہ زمانہ!!! کیا آپ لوگوں کا دل اس مصیبت کو سن کر نہیں جلتا؟ کیا اس وباء عظیم کو دیکھ کر آپ کی ہمدردی جوش نہیں مارتی؟ اے صاحبان عقل و فراست اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ جو فساد دین کی بے خبری سے پھیلا ہے اس کی اصلاح اشاعتِ علم دین پر ہی موقوف ہے سو اسی مطلب کو کامل طور پر پورا کرنے کے لئے میں نے کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا ہے اور اس کتاب میں ایسی دھوم دھام سے حقانیتِ اسلام کا ثبوت دکھلایا گیا ہے کہ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتحِ عظیم کے ساتھ ہو جاوے گا"۔

(براہین احمدیہ ، روحانی خزائن جلد ۱ (مطبوعہ لندن) صفحہ ۶۸،۶۹)

جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں ہرگز ان کی مجالس میں نہ بیٹھو

ناممکن ہے کہ کوئی شخص جو دین کی غیرت رکھتا ہو وہ اس گروہ کی طرف جانے کا تصور بھی کرے

صبر کے اندر جیتنے کی طاقت ہے

صبر اور پھر حق کے ساتھ ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ صبر رائیگاں جائے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴/اپریل ۱۹۹۸ء)

لندن (۲۴/اپریل): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ النساء کی آیت ۱۴۱ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اسی مضمون کی ایک دوسری آیت سورۃ الانعام کی بھی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں بہت تاکید کے ساتھ یہ بات بیان ہوئی ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار سنو اور یہ کہ ان کے ساتھ استہزا کیا جاتا ہو تو ہرگز ایسے لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھنا۔ "حَتّٰی یَخُوضُوا فِی حَدِیثٍ غَیرِہٖ" اس کا ترجمہ عام طور پر کیا جاتا ہے کہ یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں محو ہو جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ سوال یہ ہے کہ اگر ایسے لوگوں کا کوئی گروہ ہے جو انتہائی بد بخت ہے جو اللہ کی آیات جن میں اللہ کے رسول اور خدا کے برگزیدہ بندے بھی شامل ہیں ان کا تمسخر کرتا ہے تو کیا کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ بار بار ان کی مجالس میں جا کر دیکھے کہ اب وہ کوئی اور بات تو نہیں کر رہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو وہاں سے اٹھ گیا ہے اسے کیا پتہ چلے گا کہ انہوں نے دوسری باتیں شروع کر دی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ پس میں اس کا یہ مطلب لیتا ہوں کہ ہرگز ان کی مجالس میں نہ بیٹھو خواہ وہ دوسری باتوں میں بھی مصروف ہو جائیں تب بھی ان کے قریب نہیں جانا۔ ناممکن ہے کہ کوئی شخص جو دین کی غیرت رکھتا ہو وہ اس گروہ کی طرف جانے کا تصور بھی کرے۔ اِنَّکُم اِذًا مِّثلُھُم، اگر وہاں جا کے بیٹھنا تم نے شیوہ بنا لیا تو ان جیسے ہو جاؤ گے۔ حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم وہاں گئے تھے تو وہ ایسی باتیں نہیں کر رہے تھے۔ ایسے منافق لوگوں سے متعلق آگے فرمایا "اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ المُنَافِقِینَ وَالکَافِرِینَ فِی جَھَنَّمَ جَمِیعًا" یہ سب جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے ماں باپ کے خلاف کوئی بے حیائی یا بکواس کرتا ہے تو کیا وہ سوچ سکتا ہے کہ بار بار وہاں جائے کہ دیکھوں شاید اب اس وقت بکواس نہ کر رہے ہوں۔ یہ سارے منافقین اس حوالے سے اپنے

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱۸/اپریل ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی کلاس جو ۱۶/نومبر ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ کی گئی تھی نشر مکرر کے طور پر دکھائی گئی۔

اتوار، ۱۹/اپریل ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ملاقات کا دن تھا۔ حضور انور نے ان کے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے جن کی مختصر کارروائی اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

☆...... آج کل Genetic Creation کا دور دورہ ہے کیا Selected Abortion وغیرہ سے اولاد کو بہتر بنا سکتے ہیں؟ حضور انور نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو ان سب procedure کا پتہ ہے؟ یہ بہت لمبا اور گہرا procedure ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں نے اپنی کتاب Revelation, Rationality, Knowledge & Truth میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ ممکن نہیں۔ Genetic Material سے ہم یہ تو معلوم کر سکتے ہیں کہ کونسی Genetic Desease ہے اور اسے Selective Abortion سے eradicate کیا جا سکتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مجھے اس میں بہت دلچسپی ہے اگر سائنس ان نقائص کو دور کر سکے تو مذہب اس کے خلاف نہیں۔ انسان نے خود ہی ڈرگز وغیرہ کے استعمال سے یہ نقائص پیدا کئے ہیں۔ خاص طور پر ان عورتوں کے مسائل میں دلچسپی ہے جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو علاج آپ تجویز کر رہی ہیں یہ بہت قیمتی اور عوام کی استطاعت سے باہر ہوتا ہے۔

☆...... کہتے ہیں ہم Apes سے آئے ہیں۔ حضور کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ Evolution نے اپنی ترقی کے تمام آثار پیچھے چھوڑے ہیں۔ Evolution سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن Short Evolution نے مشکل پیدا کی ہے۔ بعض سائنس دان کہتے ہیں کہ حساب کی رو سے اسے 2^{249} وقت درکار ہے۔ جو انسانی دماغ کے لئے ناقابل حل ہے۔ Apes پر ڈارون نے بہت تحقیقات کی ہے اور اس نے کہا ہے کہ انسان اور بندر کے دماغ اور عقل میں جو تفاوت ہے ان کی Missing Links کو معلوم کرنا ناممکن ہے۔

☆......اسلام نے بعض بد اخلاقیوں مثلاً چوری اور زنا وغیرہ کے لئے سخت سزائیں مقرر کی ہیں کیا تاریخ نے ان کو قبول کیا اور کیا آج کی مغربی دنیا میں وہ قابل قبول ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ مغرب کے لوگ مجرم کو مارنے پر اعتراض کرتے ہیں لیکن اس مجرم کے دوسروں کی زندگی کو ختم کر دینے پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ معصوم لوگوں کی زندگیوں کی حفاظت کیوں نہیں کی جاتی۔ اگر مجرم کو سزا نہ دی گئی تو وہ اور سینکڑوں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ حضور انور نے فرمایا میں یہاں کے اعداد و شمار سے ثابت کر سکتا ہوں کہ جب سے قتل کی سزا قتل بند کی گئی ہے جرم بڑھ گیا ہے۔ ☆...... مذہبی رواداری ہونی چاہئے یا نہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ ہم جبر کے قطعی خلاف ہیں۔ صرف رواداری سے دل جیتے جا سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی کسی آیت میں بھی جبر کی ہدایت نہیں بلکہ لا اِکرَاہَ فِی الدِّین یعنی "دین میں کوئی جبر نہیں" کی تعلیم ہے۔

☆...... آئرلینڈ اور بوسنیا میں رواداری نے کیوں کام نہیں کیا؟ حضور انور نے فرمایا کہ مذہب کے بہت سے تصورات Corrupt ہو چکے ہیں۔ جب مذہب Corrupt ہو جاتا ہے تو انسان خدا بن جاتا ہے جبکہ اسے خدا کی تائید حاصل نہیں۔ ☆...... بچے کی جنس منتخب کرنے کی کوشش کہاں تک درست ہے؟ حضور انور نے فرمایا قرآن مجید کے مطابق یہ غلط نہیں۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے دوائیں استعمال کرنے کی ممانعت نہیں۔ امریکہ میں تو آج کل یقین دلا دیا جاتا ہے۔ وہ Semen سے Chromosomes نکال دیتے ہیں۔ لیکن صحت مند Embryo کو

Abort کرنے کی اجازت نہیں۔

☆...... آج کل سوسائٹی میں Orthodox دوائیں ملتی ہیں۔ کیا traditional دوائیں بھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء traditional دواؤں سے کام لیتے تھے۔ مجھے اس سسٹم پر کوئی اعتراض نہیں لیکن ماڈرن سسٹم کی دخل اندازی پر اعتراض ہے۔ ماڈرن دوائی کے mean effect کو نظر انداز کر کے اسے تجارتی فوائد کے پیش نظر نقصان دہ بنادیا جاتا ہے۔ حضور انور نے اس سلسلہ میں مختلف کمپنیوں کی نقصان دہ کارکردگیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور فرمایا کہ ان کمپنیوں نے Non-organic material کو Synthesise کرنا شروع کر دیا ہے جبکہ ماضی میں کبھی ایسا نہیں کیا گیا۔ ان تبدیلیوں کی وجہ سے اب کچھ پتہ نہیں کہ کس دوائی کا کیا نتیجہ ہے اس لئے یہ کمپنیاں ڈرگ مافیا بن چکی ہیں۔ اس لئے Modern medicine mafia کے پردے میں انسان مصیبت جھیل رہا ہے۔ ہومیوپیتھی میں بہت سی ایسی دوائیں ہیں جو سرجری سے بچا سکتی ہیں۔

☆...... عید کے موقعہ پر قربان کئے جانے والے جانوروں کے ذبح کرنے کی حکمت اور فوائد پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی گئی۔ حضور انور نے اس سوال کا جواب منفرد انداز سے تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا اور بالکل نئے حقائق پر روشنی ڈالی۔

سوموار، ۲۰ر اپریل ۱۹۹۸ء :

آج حضور انور کے ساتھ ریکارڈ کی گئی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۱۹ جو ۳۱ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کو پہلی بار ٹرانسمٹ کی گئی تھی آج دوبارہ سنوائی اور دکھائی گئی۔

منگل، ۲۱ر اپریل ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۴۱ جو سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۵۴ سے شروع ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کے ضمن میں "یا عبادی" کے الفاظ کی جو نہایت لطیف تشریح فرمائی ہے وہ خاص توجہ کے لائق ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ آیت آنحضرت ﷺ کے شفیع المذنبین ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور وہ پیروکار جو گناہوں میں ملوث ہیں لیکن آنحضرت ﷺ کے پیچھے نیک نیتی اور حسن ظن سے چلتے ہیں ان کے لئے آنحضرت ﷺ کی سفارش کا امکان موجود ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کی سفارش ہو جائے تو بعید نہیں کہ تمام گناہ معاف ہو جائیں اور حساب کتاب بھی نہ ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج کل لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو شفیع مان لو اور جو چاہو کرتے پھرو۔ اگلی آیت نے اس خیال کو باطل کر دیا ہے۔ یعنی خدا کی آخری پکڑ آنے سے پہلے توبہ کر لو تو پھر شفاعت کے مستحق قرار پا سکتے ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت کو کلیۃً بھلا دینے کے نتیجے میں شفاعت کا غلط مفہوم اپنا کر مولویوں نے بہت فساد برپا کر رکھا ہے۔ کیونکہ اگر تمہاری توبہ اخلاص پر مبنی ہو گی تو تم بہترین باتوں اور اخلاق پر ہاتھ مارو گے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ احسن باتوں پر عمل کیا۔ آیت نمبر ۵۷ میں 'جنب اللہ' سے مراد قرب ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ میرے اس ترجمے کی تائید امام راغب اور امام رازی نے بھی کی ہے۔ آیت نمبر ۶۱ میں قیامت کے دن جھوٹے اور متکبر لوگوں کی علامت بتائی گئی ہے کہ ان کے چہروں پر سیاہی ہو گی۔ آیت نمبر ۶۴ میں یہ بتایا گیا ہے کہ آسمان و زمین کے خزانوں کی چابیاں تو خدا ہی کے پاس ہیں۔ اگر اسی کا انکار کر دیا تو ان خزانوں کو کہاں سے پا سکتے ہیں۔ نہ ایسے لوگوں کو روحانی فیض اور نہ ہی دنیاوی کامیابیاں نصیب ہو نگی۔ آیات نمبر ۶۵ اور ۶۶ انذار کے لئے ہیں امکان کے طور پر نہیں۔ اگلی آیات غیر معمولی مضامین کی حامل اور قابل توجہ ہیں۔ فرمایا کہ لوگ تو خدا کی قدر پہچانتے نہیں اس لئے ناشکرے ہیں لیکن تو تو پہچانتا ہے۔ پھر فرمایا قیامت کے دن زمین مکمل طور پر اللہ کے قبضے میں ہو گی۔ اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ کے گرد لپٹے ہوئے ہو نگے۔ اور آج کل سائنس دانوں نے بھی یہی نقشہ پیش کیا ہے کہ جب زمین Black hole میں ڈوبتی ہے تو کاغذ کے لپیٹنے کی طرح Scroll ہوتی ہے۔ اور جب وہ چاہے اس کو کھول سکتا ہے۔ دایاں ہاتھ طاقت کو نمایاں کرتا ہے یعنی دونوں باتوں پر اسے قدرت حاصل ہے۔ لپیٹنے پر بھی اور کھولنے پر بھی۔

آیت نمبر ۶۹ میں آخرت میں ہونے والے نقشے کا تصور پیش کیا گیا ہے یعنی جب صور پھونکا جائے گا تو جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں غش کھا جائیں گے سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے۔ حالانکہ صور تو اٹھانے کے لئے پھونکا جائے گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ پہلے صور سے جو دنیا کی صف لپیٹنے والا ہے سب غش نہیں کھائیں گے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھ وہ لوگ جو اس دنیا میں ہی خدا تعالیٰ کو دیکھ لیتے ہیں وہ ہوش کے ساتھ ہی اُدھر منتقل ہو جائیں گے اور غشی سے بچائے جائیں گے۔ لگتا ہے کہ فرشتے بھی اس عمل میں شامل ہو نگے۔ اور ان میں سے بھی بعض مثلاً جبریلؑ بچائے جائیں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہاں الارض سے مراد دنیا کی زمین نہیں بلکہ زمین کے مشابہ ایک میدان حشر ہو گا جس میں بے حد چکا چوند کرنے والی روشنی پھیل جائے گی۔ اعمال نامے سامنے رکھ دئے جائیں گے اور نبیوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ عدالتوں کے بے شمار دائرے لگ جائیں گے اور تمام قوموں کو ان کے نبیوں کے سامنے جانچا جائے گا۔ ہر امت اپنے نگران اور اپنی کتاب کی طرف بلائی جائے گی اور پھر آنحضرت ﷺ سب پر شہید بن کر شفاعت فرمائیں گے۔ آیت نمبر ۷۲ میں دوزخیوں کو جہنم کی طرف جانوروں کی طرح ہانک کر لے جانے کا ذکر ہے۔ یہاں وہ کافی لمبی مدت تک رکھے جائیں گے۔

بدھ، ۲۲ر اپریل ۱۹۹۸ء :

آج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۴۲ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ کلاس سورۃ الزمر کی آخری آیت نمبر ۷۶ سے شروع ہوئی۔ کل کے سبق میں مومنین کے جنت کے ابواب میں داخل ہو جانے اور سلامتی کے پیغامات موصول ہونے کے بعد اور بہت سے خوشکن نظارے دیکھنے کو ملیں گے۔ آیت نمبر ۷۶ کے مطابق عرش کے گرد فرشتے ہجوم کئے ہوئے ہو نگے اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کے گیت الاپ جارہے ہو نگے۔ حضور انور نے سیاق و سباق کے الفاظ سے استنباط کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ فرشتہ سیرت صحابہ اور نیک لوگ آنحضرت ﷺ کے عرش کے گرد ہجوم کئے ہو نگے جو خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گا رہے ہو نگے۔ حضور انور نے فرمایا "و قضی بینهم" کے الفاظ کے پیش نظر مجھے سو فیصدی یقین ہے کہ یہی معنی مراد ہیں۔

اس کے بعد سورۃ المومن کا آغاز ہوا۔ حضور نے فرمایا حٰمٓ کے امکانی معنے حمید اور مجید ہیں۔ ذی الطول کا مطلب ہے کہ اس کی عطا ہر چیز پر حاوی ہے۔ آیت نمبر ۵ میں "تقلبهم" سے ان کا موقف کا بدلنا مراد ہے۔ یعنی ان کا الٹ پلٹ کر کے اسلام کو غلط طور پر پیش کرنا۔ اس لئے تمہیں انجام کے لحاظ سے ایسے لوگوں کے دھوکے میں نہیں آنا چاہئے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کو یقین دلایا جارہا ہے کہ آپ کے مخالفین کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ آیت نمبر ۶ میں حضور نے الاحزاب کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت نوحؑ کے بعد ایک وسیع انتشار ہوا جو چین تک پھیل گیا۔ آیت نمبر ۱۰ میں "یومئذ" سے مراد دور یعنی ایمان کی حالتوں کے دَور بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو اس دنیا میں برائیوں سے بچا اور آخرت میں برائیوں کے بد نتیجوں سے بچایا گیا وہ کامیاب ہوا اور خدا کے رحم کا وارث۔ آیت نمبر ۱۲ میں کفار کا قول بیان ہوا ہے کہ "اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو دفعہ مارا اور دو دفعہ زندہ کیا"۔ حضور انور نے اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلی موت تو وہ ہے جس سے ان کا وجود ظاہر ہوا یعنی وہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم کچھ نہ تھے اور تو نے اپنی تقدیر سے پیدا کیا اور دوسری موت بھی تو نے ہی وارد کی۔ آیت نمبر ۱۶ میں عرش سے مراد آنحضرت ﷺ کی درجات کی بلندی کا عرش ہے۔ اور روح یعنی جبریل بھی اس عرش پر نزول فرماتے رہے۔ درجہ بدرجہ عرش کا مضمون دوسرے انبیاء پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اول مراد ہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ تمام انبیاء اپنے اپنے زمانے میں عرش الٰہی تھے۔ آیت نمبر ۲۰ میں آنکھوں کی خیانت اور سینوں کے چھپانے کی حالت پر حضور نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضور انور نے فرمایا کہ خائن آنکھیں باطن کے خیالات چھپانے کی کوشش کرتی ہیں لیکن چھپا نہیں سکتیں۔ اس موقع پر آنکھوں سے ایک لہر سی اٹھتی ہے۔ جو اندرونی راز ظاہر کر دیتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خیانت خواہ مخفی ہو اور خواہ ظاہری ہو خدا سب کچھ جانتا ہے۔ وہ انصاف سے فیصلہ کرے گا۔ یہاں لفظ "سمیع" اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ اگر ایسے لوگ توبہ کریں تو خدا تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور وہ بچائے جا سکتے ہیں۔

جمعرات، ۲۳ر اپریل ۱۹۹۸ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۲۰ جو یکم نومبر ۱۹۹۵ء کو براڈکاسٹ ہوئی تھی دوبارہ دکھائی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۴ر اپریل ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ فرنچ بولنے والے زائرین کی وہ ملاقات براڈکاسٹ کی گئی جو ۲۰ر اپریل ۱۹۹۸ء کو لندن سٹوڈیوز میں ریکارڈ کی گئی تھی۔ مختصر کارروائی اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے :

☆...... آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیح دمشق کے مشرق میں سفید مینارہ پر اتریں گے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا اس کا کئی دفعہ پہلے بھی جواب دے چکا ہوں۔ جب آپؐ نے پیشگوئی فرمائی تھی دمشق میں کوئی مینارہ نہیں تھا۔ نہ وہ مسلمانوں کے قبضے میں تھا۔ استعارے ہیں۔ اب بھی مسلمان کہتے ہیں کہ مسیحا ابھی نہیں آیا اور کوئی مینارہ نہیں دکھا سکتے جس پر یہ اتریں گے۔ اس لئے اس پیشگوئی میں مشرق سے مراد ہے دمشق کے مشرق کی طرف یعنی قادیان کی طرف اشارہ ہے۔ سفید مینارہ نیکی اور پیغام رسانی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ قیامت تک لوگ لفظی معنوں پر پورا ہونے کا انتظار کرتے رہیں کبھی کسی مسیحا کو مینارہ سے اترتے نہیں دیکھ پائیں گے۔ ☆...... کیا قرآن مجید کو حساب کے فارمولا کے مطابق حل کیا جا سکتا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کوشش کر دیکھیں اور نتیجے سے آگاہ کریں۔ ☆...... سورۃ الانبیاء کی آیت ۳۶ میں ہے کلّ نَفسٍ ذَائقَةُ المَوت وَ نَبلوَ کم باالشّرّ والخَيْرِ فِتنَة وَ الَينا ترُجَعُون۔ اس سے کیا مراد ہے؟ کیا مرنے کا کوئی خاص طریق ہے اور کیا کسی خاص طریق سے دعا کرنی چاہئے؟۔ حضور انور نے فرمایا بہترین انجام وہ ہے کہ خدا تعالیٰ یہ کہہ دے "یا اَیّتُهَا النَّفسُ المُطمَئِنَّةُ ارْجعِی اِلٰی رَبّكَ رَاضِيَةً مَرضِيَّة" اگر یہ حالت میسر آجائے تو سب کچھ جنت ہے۔ حضور انور نے سوال پوچھنے والی خاتون سلیمہ صاحبہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اتنا اچھا سوال کیا اور مزید فرمایا کہ دنیا کا کوئی گیت اور نغمہ ان استقبالیہ الفاظ سے زیادہ شیریں اور دلربا نہیں ہو سکتا۔ ☆...... جب ہم اپنے Family Circle میں ہوں تو کس طرح پردہ کریں۔ یعنی کزنز (Cousins) وغیرہ سے بھی؟ ☆...... کیا بچوں کو تین مخصوص ٹیکے ضرور لگوانے چاہئیں؟ حضور نے فرمایا کہ ڈاکٹر کی رائے لینی چاہئے۔ بہت سے ڈاکٹروں کی یقینی رائے ہے کہ یہ مفید ہے لیکن بعض دفعہ نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں یعنی بعض دفعہ دوا پوری احتیاط سے تیار نہیں کی جاتی۔ لیکن چند ناموافق حادثات کی وجہ سے ان کو ختم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حضور انور نے فرمایا کہ میرے ذاتی تجربے کی بنا پر ہومیوپیتھی ایلوپیتھی سے زیادہ مؤثر اور دیرپا ہے۔ ☆...... گناہ گار بھی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔ نیک لوگ زیادہ کیوں دیکھتے ہیں؟ فرمایا کہ گناہ گاروں کو بچی

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

تصنیف "براہین احمدیہ" کا پس منظر

مذاہب عالم کی اسلام کے خلاف یلغار اور امت مسلمہ کی اندرونی حالت

(تحریر و تحقیق: مرزا خلیل احمد قمر)

می سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہل دیں
بر پریشاں حالیِ اسلام و قحط المسلمین
دینِ حق راہ گردش آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کفر و کیں
ایں دو فکرے دینِ احمد مغزِ جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصارِ دیں
(درثمین فارسی)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ان فارسی اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

مناسب ہے کہ ہر دیندار کی آنکھ اسلام کی پریشان حالی اور مسلمانوں کے قحط پر خون کے آنسو روئے۔ دین حق پر نہایت خوفناک اور پرخطر گردش آگئی۔ کفر و شقاوت کی وجہ سے دنیا میں سخت فساد برپا ہو گیا۔ دین احمد کے متعلق ان دو فکروں (یعنی) ملت کے دشمنوں کی کثرت اور دین کے انصار کی قلت نے میری جان کا مغز گھلا دیا ہے۔

امت مسلمہ کی شان و شوکت اگرچہ سترھویں صدی میں ہی ماند پڑ چکی تھی مگر دنیا کے مختلف خطوں میں ظاہری رعب و دبدبہ قائم تھا۔ تاہم کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کی مذہبی، علمی، سیاسی اور اقتصادی حالت بگڑتی چلی گئی اور انیسویں صدی کے آغاز میں تو مسلمان مکمل طور پر ادبار و تنزل کا شکار ہو گئے۔ خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں تو عیسائیت اور دیگر مذہبی تحریکات کی یلغار ہوئی۔ ہندوؤں میں سے آریہ سماجیوں نے اسلام کے خلاف ایک زبردست محاذ کھولا۔ اس دور میں مسلمانوں کی بدحالی کے مرثیے لکھے گئے اور کسی مرد حق کی تلاش کے لئے نگاہیں تو اٹھتی تھیں مگر مایوس لوٹتیں۔ مسلمانوں کی بدحالی صرف ہندوستان کے ایک مخصوص حصہ پر نہ تھی بلکہ سارے ہندوستان کے مسلمان بے یار و مددگار تھے۔ مسلمان سیاسی اعتبار سے زوال کا شکار تو تھے ہی ان کو حکومتی اداروں سے باہر رکھنے کے لئے بہت سی بنیادی تبدیلیاں لائی گئیں کہ انہیں انتظامیہ اور کاروبار مملکت سے مکمل طور پر علیحدہ کر دیا جائے۔ اس لحاظ سے ۱۸۳۵ء کا سال ہندوستان کی تاریخ میں ایک انقلاب انگیز سال ہے۔ جس میں ذریعہ تعلیم کا مسئلہ واضح ہو کر سامنے آیا کہ آئندہ انگریزی ہی ذریعہ تعلیم ہو گی اور یوں وہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جو فارسی خواں تھے اور مملکت کا کاروبار فارسی زبان میں ہونے کی وجہ سے ان کا سیاسی، معاشی اور انتظامی اثر و رسوخ تھا ان کو مفلوج کر ڈالا۔

۱۸۳۳ء میں برطانوی دارالعوام نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے چارٹر کی تجدید کی تو لارڈ میکالے کی آمد نے صورت حال کو بدل کر رکھ دیا۔ ۱۸۳۴ء میں وہ سرکاری بورڈ کی عمومی کمیٹی کے صدر کے طور پر وارد ہند ہوئے۔ ۲ر فروری ۱۸۳۵ء کو اس کی معروف تعلیمی یادداشت سامنے آئی۔ امکان تھا کہ کمیٹی کے دوسرے اراکین جن میں پرنسپ (Princep) جیسے مستشرق شامل تھے اس کو نامنظور کر دیں گے۔ مگر گورنر جنرل نے اگلے مہینے کی سات تاریخ کو اسے منظوری دے کر سرکاری دستاویز بنا دیا۔ ۷ر مارچ ۱۸۳۵ء کی تاریخ تعلیمی پروگرام میں اہم شمار ہو سکتی ہے...... اس دن کے بعد حکومت کے تعلیمی فنڈ ایک بڑی حد تک مغربی طرز کے مدرسوں اور کالجوں پر صرف ہونے لگے جن کا ذریعہ تعلیم انگریزی تھا۔

(Educational Controversies in India by Princep :336-340)

(بحوالہ اردو زبان کی خدمت از ڈاکٹر مس رضیہ نور محمد)

لارڈ میکالے اور ان کے دوسرے معاصرین یہ محسوس کرتے تھے کہ مقامی باشندے اس وقت تک متمدن نہیں ہو سکتے جب تک وہ مذہب تبدیل کر کے عیسائی نہ ہو جائیں۔ مسٹر الفنسٹن نے اس مقصد کے لئے ایک یادداشت بھی مسٹر وارڈ کی مدد سے حکومت کو پیش کی جس میں برملا لکھا:

"میں علانیہ تو نہیں مگر درپردہ پادریوں کی حوصلہ افزائی کروں گا اگرچہ مجھے گورنر صاحب سے اس بارے میں اتفاق ہے کہ مذہبی امور میں امداد کرنے سے احتراز کیا جائے۔ تاہم جب تک ہندوستانی لوگ عیسائیوں کی شکایت نہ کریں تب تک ان کی تعلیم کے مفید ہونے میں ذرا شبہ نہیں خواہ تعلیم سے ان کی آراء میں ایسی تبدیلی پیدا نہ ہو سکے کہ وہ اپنے مذہب کو لغو سمجھنے لگیں تاہم اس سے وہ زیادہ ایماندار اور محنتی رعایا تو ضرور بن جائیں گے"۔

(انگریزی نظام تعلیم کا اسلسی تخیل صفحہ ۱۵ از عبدالحمید صدیقی، روہیل کھنڈ سوسائٹی لیاقت آباد کراچی)

فروری ۱۸۳۵ء میں لارڈ میکالے نے جدید نظام تعلیم کے بنیادی مقاصد کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے اظہار اور فہم کے اعتبار سے انگریز ہو"۔ (تاریخ ادبیات صفحہ ۱۸)

مارچ ۱۸۳۵ء میں رسوائے زمانہ ریزولیوشن جو لارڈ بینٹنگ کے نام سے موسوم ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

"گورنر جنرل کی رائے ہے کہ حکومت برطانیہ کا بڑا مقصد اہل ہند میں یورپین لٹریچر اور سائنس کی اشاعت کرنا ہے اور جس قدر رقوم مقاصد تعلیم کے لئے مخصوص ہیں وہ صرف انگریزی تعلیم پر خرچ ہونی چاہئیں...... وہ رقوم جو ان اصلاحات کی رو سے کمیٹی کے قبضہ میں آئیں وہ آئندہ دیسی لوگوں میں انگریزی زبان کے ذریعے سے انگریزی علم و ادب اور سائنس کی اشاعت میں صرف کی جائیں"۔

(فرنگیوں کا جال صفحہ ۱۷۱ از امداد صابری)

نظام تعلیم اور ذریعہ تعلیم کو تبدیل کر کے انگریز نے مسلمانان ہند کو کاروبار مملکت میں حصہ لینے سے کس کمال ہوشیاری سے باز رکھا کیونکہ مسلمان تو فارسی عربی جانتے تھے وہ مطلوبہ معیار پر پورا نہ اترتے تھے۔ اور وہ ظلم جو مسلمانوں پر ہوا وہ غیروں نے نہیں کیا بلکہ یہ اپنوں کا تھا کہ مسلمان علماء نے انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے خلاف باقاعدہ فتوے جاری کئے کہ انگریزی تعلیم حاصل کرنا حرام ہے اور جو انگریزی تعلیم حاصل کرتا ہے وہ کرسٹان (عیسائی) ہو جاتا ہے۔ اس طرح مسلمان انگریزی تعلیم حاصل کر کے کاروبار مملکت میں حصہ لینے سے محروم ہو گئے اور یہ میدان کلیۃً ہندوؤں اور عیسائیوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ ہندوؤں کو (جو گزشتہ آٹھ سو سال سے مسلمانوں کے محکوم تھے) مسلمانوں پر تسلط کا جو تھوڑا سا موقعہ ملا اس سے انہوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے کی طرف پوری توجہ کی اور پھر وہ حکومت کے انتظامی اور کاروباری شعبوں پر حاوی ہو گئے۔

مزید برآں مسلمان جہاں سیاسی، علمی، معاشی زوال کا شکار ہوئے وہاں مذہبی طور پر بھی دیگر قوموں انگریز مشنریوں اور ہندوؤں کی جاری کردہ تحریکوں کو سمجھنے میں غافل رہے بلکہ ان کی شاطرانہ چالوں کا شکار ہو گئے۔ جس کا ذکر اختصار کے ساتھ درج ذیل ہے:۔

"یہ وہ زمانہ تھا جب شمالی ہند میں عیسائی تبلیغ تیز ہو گئی تھی اور سرکاری افسروں کی تائید اور سرپرستی سے اسے مقبولیت حاصل ہونے لگی تھی۔ اس سے اردو میں عیسائیوں کا دینی لٹریچر بکثرت تصنیف ہونے لگا۔ عیسائی مبلغ میلوں، ٹھیلوں، ہسپتال وغیرہ میں جاتے اور نہ صرف مسیحیت کی تائید میں وعظ کرتے بلکہ دوسرے مذاہب کے رسم و رواج کا مذاق بھی اڑاتے اور ان کے خلاف کتابیں اور رسالے بھی شائع کرتے تھے۔ ۱۸۳۳ء میں انگلستان کے علاوہ دوسرے ممالک کے مشنریوں کو بھی ہندوستان میں تبلیغ کی کھلی اجازت مل گئی تھی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ملک بھر میں کئی مشنری سوسائٹیوں کا جال بچھ گیا۔ بہت سے مشنری سکول کھل گئے، علاج گھر قائم ہوئے اور یتیم خانے جاری ہو گئے"۔

(تاریخ ادبیات پاکستان و ہند جلد سوم صفحہ ۲۱)

اسلام اور امت مسلمہ پر جہاں عیسائی جارحانہ حملے کر رہے تھے وہاں ہندومت والے بھی کسی سے پیچھے نہ تھے۔ ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کو اپنے میں ضم کرنے کے لئے کئی قسم کے حربے اختیار کئے۔ جہاں ہندوؤں نے انتظامی اور تعلیمی اور معاشی طور پر مسلمانوں کو اپنا دست نگر بنا لیا وہاں دیہات کے رہنے والے غریب کسانوں کو اپنے سودی کاروبار کے آہنی شکنجے میں جکڑ لیا۔ جو ایک بار سود پر روپیہ لے لیتا وہ ہمیشہ کے لئے ان کا مقروض و مقہور ٹھہرتا۔ اس حربے کو استعمال کرتے ہوئے ہندو بنیا غریب مسلمانوں کے ایمان کو تو چھوڑ ان کی عورتوں تک کو اپنے قبضے میں کر لیتا تھا۔ اس پر انگریز کی حمایت سونے پر سہاگے کا کام دے رہی تھی۔ چونکہ انگریز سمجھتا تھا کہ ہم نے مسلمانوں سے حکومت چھینی ہے اس لئے انہیں خوب دبا کر رکھو تا کہ انہیں حکومت حاصل کرنے کا خیال تک نہ آئے۔ اس لئے ہندوؤں میں مسلمانوں کو شدھ کرنے کے لئے کئی تحریکیں برہمو سماج، آریہ سماج، دیو سماج وغیرہ میدان عمل میں آ گئیں جن کا دعویٰ تھا کہ مسلمان ہندوستان کے باشندے نہیں۔ اگر ان کو ہندوستان میں رہنا ہے تو ہندو بن کر رہنا پڑے گا۔

مسلمانوں کے زوال کے اس دور میں ہندوؤں نے اپنی مذہبی بقا کے لئے سماج کو ویدوں اور اپنشدوں کے احکام کے مطابق ڈھالنے کا آغاز کیا۔ انگریزوں کی سیاسی یلغار کا مقابلہ کرنے کی بجائے ان سے یک جہتی کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ ان کو تو کوئی فرق نہیں پڑا تھا پہلے مسلمان حکمران تھے اب انگریز۔ اس لئے ہندوؤں نے نئی صورت حال سے سمجھوتا کر لیا اور ایسے سماجی تعلیمی معاشرتی اداروں کے قیام پر راضی ہو گئے تا کہ ان کی جہالت کے اندھیروں کو مٹایا جا سکے۔ اس ضرورت کے لئے سماج کو سنوارنے اور ہندوؤں کی تعلیمی معاشرتی اور مذہبی حالت کو سدھارنے کے لئے بہت سی سبھائیں بھی معرض وجود میں آ گئیں۔ ہر شہر میں ہندوؤں کی اصلاح کے لئے کئی ایک سبھائیں موجود تھیں۔ مثلاً:

(۱) برہمو سماج۔ قیام ۱۸۲۸ء، (۲) پراتھنا سماج۔ قیام ۱۸۴۲ء (۳) دیو سماج۔ ۱۸۶۴ء، (۴) سوشل موومنٹ بنگال ۱۸۷۰ء، (۵) آریہ سماج ۱۸۷۵ء، (۶) تھیوسافیکل موومنٹ ۱۸۷۹ء۔

ان میں سے بعض سبھائیں تعلیمی و معاشرتی ترقی کی علمبردار تھیں، بعض اس کے رد عمل کے طور پر معرض وجود میں آئیں کہ ہندوؤں کو قدیم ویدوں اور اپنشدوں پر عمل کرنا چاہئے اور قدیم رسم و رواج کی سختی سے پابندی کرنی چاہئے اور گزشتہ شان و شوکت کو حاصل کرنا چاہئے۔ تاہم سب کا بنیادی مقصد ہندوؤں کو عیسائیت کی یلغار سے بچانے کی بجائے مسلمانوں کو ہندوازم میں ضم کرنا تھا۔ چند ایک کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

برہمو سماج

راجہ رام موہن رائے برہمو سماج کے بانی تھے۔ انہوں نے اپنے مذہب کے علاوہ اسلام اور عیسائیت کا گہرا مطالعہ کیا تھا اور دونوں مذاہب سے کسی حد تک متاثر بھی تھے۔ راجہ صاحب نے اپنی تحریک کی عملی جدوجہد کا آغاز آتمی سبھا کے نام سے کیا تھا۔

"اس انجمن کا مقصد مذہبی امور میں آزادی کے ساتھ تبادلہ خیالات اور دریافت حقیقت تھا۔ چنانچہ اس برہمو سماج تحریک نے کئی مناظرے کئے"۔

(ہند کے سیاسی مسلک کا نشوونما صفحہ ۲۴ از جی لینٹرسن)

اس تحریک کو فروغ دینے میں راجہ موہن رائے کو اپنے جن ساتھیوں کا مکمل تعاون حاصل رہا ان میں مہارشی دوارکا ناتھ ٹیگور، برجموہن موزمدار، راج نرائن بسین کو اہمیت حاصل ہے۔ اس تحریک نے ۱۸۲۸ء میں برہمو سبھا کی صورت اختیار کر لی۔ اس کے پہلے سیکرٹری تارا چند چکروتی مقرر ہوئے۔ راجہ موہن رائے نے ہندوؤں میں تعلیمی سرگرمیوں کو تقویت دی۔ جگہ جگہ

برہمو سماج کا قیام عمل میں آیا کہ ہندوؤں کو مغربی سائنس اور انگریزی زبان کی تعلیم دی جائے چنانچہ برہمو سماج کی تحریک کے نتیجے میں ہندوؤں میں تعلیم حاصل کرنے کا رجحان فروغ پذیر ہوا۔ برہمو سماج سے سر سید احمد خان بھی متاثر تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

"یہ وہی راہ عمل ہے جس پر سر سید نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد عمل کیا"۔

(اردو ادب کی تحریکیں صفحہ ۲۹۴)

سر سید احمد خان نے برہمو سماج سے متاثر ہو کر علی گڑھ تحریک کا آغاز کیا۔ علی گڑھ سے تعلیم یافتہ نوجوان اپنی مذہبی آزاد خیالی میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔ وحی والہام سے انکار، معجزات کی عقلی دلیلیں، عبادات بجالانے میں آزاد واقع ہوئے ہیں۔

برہمو سماج کی مقبولیت کا سلسلہ میں ایک برہمو سماجی لیڈر دیو نندر ناتھ سہائے لکھتے ہیں:

(ترجمہ ہندی سے): "برہمو سماج کی تحریک ایک زبردست طوفان کی طرح اٹھی اور آناً فاناً نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی اس کی شاخیں قائم ہو گئیں۔ بھارت میں نہ صرف ہندو اور سکھ اس سے متاثر ہوئے بلکہ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ نے بھی اس میں شمولیت اختیار کی۔ روزانہ بیسیوں مسلمان برہمو سماج میں پرویش یعنی داخل ہوتے۔ اس کی دیکھا دیکھی ہی معلوم ہوا کہ بنگال کے بڑے بڑے مسلم خاندان برہمو سماج کے ساتھ نہ صرف ہمت تھے بلکہ اس کے باقاعدہ ممبر تھے"۔

(رسالہ کومدی کلکتہ اگست ۱۹۲۰ء۔ ترجمہ از ہندی بحوالہ حیات طیبہ صفحہ ۶۲)

آریہ سماج

آریہ سماج کے بانی دیانند سرسوتی ایک گجراتی برہمن تھے جو ۱۸۲۴ء میں پیدا ہوئے اور ۳۰ر اکتوبر ۱۸۸۳ء میں اجمیر کے مقام پر وفات پائی۔ آریہ سماج دراصل برہمو سماج کا ردعمل تھا۔ برہمو سماج نے جس آزاد روی کو فروغ دیا اس سے قدامت پرستی پر سخت چوٹ لگی۔ جس کے خلاف شدید ردعمل پیدا ہوا۔ اور ہندوؤں میں ماضی کی طرف لوٹ جانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ دیانند سرسوتی نے ہندو مت کے ماضی سے راہنمائی حاصل کر کے ہندو بنیاد پرست تنظیم قائم کی۔ جس نے مذہبی مقاصد کے لئے تدبیر کی بجائے جبر اور عقل کی بجائے جوش کو استعمال کیا۔ دیانند کی زندگی میں مباحثوں، مناظروں اور فروغ اختلاف کو اہمیت حاصل رہی۔

۱۸۷۵ء میں آریہ سماج کا بمبئی میں قیام عمل میں آیا اور انتھک کوششوں سے یہ تحریک ہندوؤں کے ان پڑھ اور غریب طبقات میں بہت جلد مقبولیت حاصل کر گئی۔ اس زمانہ میں دیانند نے آریہ سماج کا جدید عہد نامہ ستیارتھ پرکاش کے نام سے ترتیب دیا۔ وید اور اپنشد سنسکرت زبان میں تھے جنہیں عام لوگ نہیں پڑھ سکتے تھے، دوسرے ان میں بہت سا تغیر و تبدل ہو چکا تھا ان کا ترجمہ کیا گیا۔ ان کے قواعد اور اصولوں کو نئے سرے سے ترتیب دے کر ستیارتھ پرکاش کے نام سے ایک نئی تصنیف ہندوؤں کے سامنے پیش کی جس میں ویدوں کی تعلیمات اور عقائد کو دور از کار تاویلات کر کے ایک نئے ہندو نظریہ کی بنیاد رکھی گئی جسے اس زمانہ کے تعلیم یافتہ طبقہ نے بھی قبول کرنا شروع کیا۔ یہ تحریک آہستہ آہستہ پھیلنی شروع ہوئی اور ہندو بلا خوف و خطر ہندوستان پر چھا جانے کا دعویٰ کرنے لگے اور یہ بھی دھمکیاں دینے لگے کہ ہندوستان کے تمام مسلمان دوبارہ ہندو ہو جاویں کیونکہ وہ ہندوؤں سے ہی مسلمان ہوئے ہیں۔ اگر وہ ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں تو ان کو ہندو بن کر رہنا ہوگا۔ آریہ سماج کے چند سر کردہ لیڈروں کے مشورہ سے یہ پروگرام ترتیب دیا گیا کہ اسلام اور بانی اسلام اور قرآن پر دلآزار حملے کر کے مسلمانوں کو مشتعل کیا جائے۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں اسلام، قرآن اور آنحضرت ﷺ کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا گیا اور اپنے طور پر ہندوازم کو اسلام سے بہتر پیش کیا تو اس زمانے کے مسلمان علماء ہندوؤں کے اس حملہ کا مقابلہ نہ کر سکے اور ہندوستان بھر میں آریہ سماج کے ممبران میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔

نامور مؤرخ جناب تاراچند اپنی کتاب "ہسٹری آف دی فریڈم موومنٹ ان انڈیا" میں آریہ سماج کے بارے میں لکھتے ہیں:

" Some of the activities of the Arya Samaj were controversial.Dayanande was the first Hindu reformer who turned over from defence to attack from protecting the Hindu faith from the assaults of the Christian and Muslim critics to fighting them on their own ground in order to oblige them to defend their position. His work the Setyartha Parkash raised a polemir against all the other religions. Inevitably this sharpened communal differences and accentuated mutual antipathies"

(History of the freedom movement in India Vol. II, p.432 by Tara Chand)

ترجمہ: آریہ سماج کی سرگرمیاں متنازعہ فیہ تھیں۔ دیانند پہلا ہندو ریفارمر تھا جس نے ہندو کو مدافعانہ انداز اختیار کرنے کی بجائے جارحانہ انداز اختیار کرنے کو کہا اور اس نے نہ صرف ہندوؤں کو عیسائیت اور مسلمانوں کے اعتراضات کے حملہ سے بچایا بلکہ ان پر اس قدر شدید اعتراضات کئے کہ ان کو اپنے گھر میں ہی دفاعی پوزیشن اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے ستیارتھ پرکاش نامی کتاب تصنیف کی جس میں دوسرے مذاہب پر اعتراضات پر مناظرانہ انداز اختیار کیا جس سے فرقہ وارانہ اختلافات میں اضافہ ناگزیر ہو گیا۔

آریہ سماجی تحریک کا سیاسی، سماجی اور تاریخی جائزہ لیتے ہوئے ایک نامور محقق مہاشہ فضل حسین صاحب رقمطراز ہیں:

"سرتھ راداس اور سیواجی مرہٹہ کا خواب پورا کرنے کے لئے جس قسم کی تحریک مہاتما تلک نے جاری کی اسی طور کی تحریک سوامی دیانند جی نے بھی چلائی۔ ان دونوں کا نصب العین ایک ہی تھا۔ مگر طریق کار میں کسی قدر اختلاف تھا۔ اول الذکر تحریک سیاسی لائنوں پر چلائی گئی مگر آخر الذکر کو مذہبی رنگ دیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ سوامی صاحب کی تحریک زیادہ وسیع، زیادہ منظم، زیادہ مضبوط، زیادہ مؤثر اور زیادہ کامیاب ہوئی۔ سوامی صاحب بھی وہی کچھ چاہتے تھے جو تلک مہوے کا اپدیش تھا مگر تلک کی تحریک مہاراشٹر اور بنگال وغیرہ تک ہی محدود رہی اور سوامی صاحب کی تحریک سارے ملک میں پھیلی اور بار آور ہوئی۔ کیونکہ اس پر جس قسم کا رنگ چڑھایا گیا تھا وہ جہاں جدید الخیال ہندوؤں کو اپیل کرتی تھی وہاں قدامت پسند ہندو بھی اس سے متاثر ہوتے تھے"۔

(ہندو راج کے منصوبے حصہ اول صفحہ ۹۳)

خود ہندو مؤرخین کی رائے میں آریہ سماج کے قیام کا واحد مقصد ہندوستان سے اسلام کو ملیامیٹ کرنا اور مکمل ہندو راج کا قیام تھا۔ چنانچہ لالہ دھنپت رائے بی ایل ٹی لکھتے ہیں:

"ہندوستان میں سوائے ہندو راج کے دوسرا راج ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتا۔ ایک دن آئے گا کہ ہندوستان کے سب مسلمان شدھی آدی اندولن کی وجہ سے آریہ سماجی ہو جائیں گے۔ یہ بھی ہندو بھائی ہیں۔ آخر صرف ہندو ہی رہ جائیں گے یہ ہمارا آورش (نصب العین) ہے۔ یہ ہماری آشا (تمنا) ہے۔ سوامی جی مہاراج نے آریہ سماج کی بنیاد اس اصول کو لے کر ڈالی تھی"۔

(اخبار پرکاش لاہور ۶ر اپریل ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۱)

"اجمیر سے چل کر سوامی دیانند چاند پور پہنچے اور مسلمانوں سے زبردست مناظرہ کیا۔ مسلمانوں کی طرف سے مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی عبدالغفور صاحب پیش ہوئے اور ان کی مدد کے لئے بہت سے مولوی جمع تھے لیکن سوامی جی مہاراج کے ساتھ صرف منشی بختاور سنگھ اور منشی اندر من مراد آبادی تھے۔ سوامی جی نے اعتراضات کی اس قدر بھرمار کی کہ مولوی ان کا کوئی جواب نہ دے سکے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے جس کا اثر یہ ہوا کہ مولوی نوراللہ صاحب کئی مسلمانوں سمیت آریہ ہو گئے۔ انہی ایام میں ایک ہزار کے قریب اور مسلمان آریہ ہو گئے۔ آریہ ورتوں نے جگہ جگہ شدھی سبھا قائم کر کے مسلمانوں میں پرچار کرنا شروع کر دیا۔ اگر آریہ سماجی دوست اس پوتر کام کو جاری رکھتے تو مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ ویدک دھرم کی شرن میں آجاتا"۔

(کتاب آریہ سماج اور پرچار کے سادھنا صفحہ ۱۲ از مہاشہ دیودت)

آریہ سماج اپنے قیام کے دو ماہ کے اندر ہندوؤں کے تمام طبقات میں مقبولیت حاصل کر گئی۔ چنانچہ دیانند سرسوتی نے ہندوستان کے بہت سے شہروں کا دورہ کیا۔ ۱۸۷۷ء میں پنجاب کے بہت سے شہروں کا دورہ کیا مثلاً ملتان، گورداسپور، راولپنڈی، جہلم، وزیر آباد، گجرات، گوجرانوالہ، لاہور، امرتسر، جالندھر، لدھیانہ اور فیروزپور۔ دیانند جہاں جہاں جاتا تقاریر کرتا جس کے نتیجہ میں وہاں آریہ سماج کا قیام عمل میں آجاتا اور لوگ جوق در جوق آریہ سماج میں شامل ہو جاتے۔ پنجاب میں آریہ سماج کے خوب چرچے شروع ہو گئے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں سے بحث مباحثے اور مناظروں نے زور پکڑا تو پنڈت کھڑک سنگھ جو آریہ سماجی تھے ان کا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (مسیح موعود علیہ السلام) سے ایک مباحثہ ہوا جس میں پنڈت صاحب لاجواب ہو گئے اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ چیلنج دیا جس میں مخاطب تو کھڑک سنگھ تھے مگر روئے سخن تمام مذاہب عالم کے علماء کی طرف ہے۔ علاوہ ازیں حضور نے حسب ذیل علماء آریہ سماج کو بھی چیلنج دیا۔

"سوامی دیانند صاحب، پنڈت کھڑک سنگھ، باوا نرائن سنگھ صاحب، منشی مہون داس صاحب، جناب کنہیا لال صاحب، جناب منشی بختاور سنگھ صاحب ایڈیٹر آریہ درپن، جناب بابو سارو اپرشاد صاحب، جناب منشی شرمپت صاحب سیکرٹری آریہ سماج قادیان"۔ پنڈت کھڑک سنگھ کے نام مضمون میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی بڑی بھاری نشانی یہ ہے کہ اس کی ہدایت سب ہدایتوں سے کامل تر ہے اور اس دنیا کی حالت موجودہ میں جو خرابیاں پڑی ہوئی ہیں قرآن مجید سب کی اصلاح کرنے والا ہے۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ قرآن مجید اور کتابوں کی طرح مثل کتھا کے نہیں ہے بلکہ مدلل طور پر ہر ایک امر پر دلیل قائم کرتا ہے۔ اس دوسری نشانی پر...... بنام کھڑک سنگھ وغیرہ ہم نے پانچ سو روپیہ کا اشتہار بھی دیا تا کہ کوئی پنڈت وید میں یہ صفت ثابت کر کے دکھلاوے کہ وید نے کن دلائل سے اپنے عقائد کو ثابت کیا ہے مگر آج تک کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ دم مار سکے"۔

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ ۴۱، ۴۲)

حضورؑ کی یہ تحریر پنڈت کھڑک سنگھ کی زندگی میں شائع ہوئی اور پھر پنڈت صاحب لاجواب ہو کر عیسائی ہو گئے اور اپنے لیکچرز آریہ سماج کے خلاف دیتے رہے جو بعد میں 'آریہ سماج کے اصول و تعلیم کے ابطال' کے نام سے شائع ہوئے۔

دیانند سرسوتی

آریہ سماج کی ان دنوں شہرت پھیل رہی تھی۔ پنڈت دیانند بانی آریہ سماج خود موجود تھے۔ انہوں نے جو عقائد ستیارتھ پرکاش میں لکھے ان میں ایک عقیدہ مادہ اور روحوں کا ازلی ابدی ہونا بھی تھا جو ویدوں کی بجائے مادہ پرستی کا رہین منت تھا۔ پنڈت صاحب نے مادہ کے ساتھ روح کے ازلی ابدی ہونے کو مذہبی رنگ دے دیا۔ جب ارواح ازلی ابدی ہیں تو پھر کسی خدا کی ضرورت ہی نہیں اور جب وہ خالق ہی نہیں تو ان کو تناسخ میں کیوں مبتلا کر رکھا ہے۔

پنڈت جی نے اس اعتراض کو رفع کرنے کے لئے ۷ر دسمبر ۱۸۷۷ء کے "وکیل، ہندوستان" میں یہ بیان شائع کرایا۔

"ارواح موجودہ بے انت ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ پرمیشور کو بھی ان کی تعداد معلوم نہیں۔ اس واسطے ہمیشہ مکتی پاتے رہیں گے اور کبھی ختم نہیں ہونگے"۔

دیانند کا یہ اعلان جب حضورؑ کی نظر سے گزرا تو آپ نے خدا تعالیٰ کی عظمت، حی و قیوم قادر و توانا خدا کی صفات اور معرفت سے اس نظریہ کو غلط ثابت کیا۔ چنانچہ آپ نے ۹ر فروری ۱۸۷۸ء تا ۹ر مارچ ۱۸۷۸ء اخبار "سفیر ہند" میں متعدد مضامین لکھ کر اس باطل عقیدہ کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اس کے ساتھ پانچ صد روپے انعام کا اعلان شائع کر دیا کہ یہ اس کے لئے ہوگا جو اس کا مدلل جواب دے۔ یہ اشتہار "سفیر ہند"

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کی طرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو
نیکی میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۰ امان ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰاَيُّهَا الاِنسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلىٰ رَبِّكَ كَدْحاً فَمُلاقِيهِ. فَاَمَّا مَنْ اُوتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِه. فَسَوفَ يُحَاسَبُ حِسَاباً يَسِيْراً﴾(سورة الانشقاق آيات ۷ تا۹)

جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ الانشقاق کی سات سے نو آیات ہیں اور ان کا ترجمہ یہ ہے کہ اے انسان تو اپنے رب کی طرف بہت مشقت کے ساتھ اور زور لگا کر جانے والا ہے اور پھر اس سے ملنے والا ہے فَاَمَّا مَنْ اُوتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِه. پس وہ شخص جسے اس کی کتاب دائیں ہاتھ سے دی جائے گی فَسَوفَ يُحَاسَبُ حِسَاباً يَسِيْراً تو اس سے بہت آسان حساب لیا جائے گا۔ ان آیات میں خوش خبریاں بھی ہیں اور تنبیہات بھی ہیں اور خوشخبری تو سب سے بڑی یہی ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے لیکن کس رستے سے ملنا ہے مشکل رستے سے یا آسان رستے سے۔ اور وہ لوگ جو خدا کی راہ میں محنت کرتے ہیں یا کرنے والے ہیں ان دونوں کے لئے دونوں راہیں کھلی ہیں مشکل رستے سے بھی جا سکتے ہیں اور آسان رستے سے بھی جا سکتے ہیں۔ یہ مشکل رستہ کون سا ہے اور آسان کون سا ہے اس کی کچھ تشریح میں یہاں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

ہر انسان جو خدا کی خاطر محنت کر رہا ہے اسے بالآخر اس سے ملنا تو ہے مگر اگر اس کی محنت کامیاب نہ ہو یعنی رستے کی مشکلات اس پر حاوی رہیں اور ملنے کی راہ میں شیطانی روکیں بہت بڑی ہوں جن کو پوری طرح عبور نہ کر سکے تو ملے گا تو یہ بھی، مگر حساب یسیر کے ساتھ نہیں ملے گا اس رستے کی بہت سی غلطیاں ایسی ہونگی جن کو اللہ تعالیٰ معافی کے لائق نہیں سمجھے گا۔ اس لئے معافی کے لائق جو غلطیاں ہیں ان کے لئے حساب یسیر کا لفظ استعمال ہوا ہے جو غلطیاں خدا کے علم میں معافی کے لائق نہیں ان کے لئے یہ خوش خبری نہیں ہے کہ فَاَمَّا مَنْ اُوتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِه حساب تو دونوں کا ہوگا لیکن ایک مشکل حساب ہے اور ایسا حساب ہے جیسا کہ احادیث نبوی سے پتہ چلتا ہے کہ باریک نظر سے ان کے کھاتوں کا مطالعہ کیا جائے گا اور ہر غلطی کو نکال کے نمایاں کر دیا جائے گا۔ اس قسم کے حساب کا تجربہ انسان کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہوتا ہی رہتا ہے۔ بعض لوگ ایسے ججوں کے سامنے پیش ہوتے ہیں جو فیصلے کئے بیٹھے ہوتے ہیں کہ اس کو پکڑنا ہے اسکے سارے کھاتے منگوا لیتے ہیں اگرچہ اپنی طرف سے سب اچھی طرح کھنگال کر دیکھتے ہیں اور جہاں کوئی غلط بات نکلے اس کو نمایاں کر دیتے ہیں اور اس میں ان کا ضد اور تعصب شامل ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب حساب کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں کسی ضد کا تعصب کا سوال نہیں۔ خدا کے علم میں ہر چھوٹی سے چھوٹی غلطی بھی ہے اور سب بڑی سے بڑی غلطیاں بھی ہیں۔ ان غلطیوں پر نظر رکھتے ہوئے وہ قیامت کے دن حساب کتاب سے پہلے یہ فیصلہ کر چکے گا کہ فلاں شخص کا اعمال نامہ اتنا گندہ ہے اور اتنا بالارادہ غلطیاں شامل ہیں کہ اسے معاف نہیں کرنا اور چونکہ معاف نہیں کرنا اس لئے سب عالم کے سامنے یوم محشر میں ہر ایک کے سامنے اس کا کھاتہ خود بولے گا اور ایسا بولے گا کہ ہر شخص مطمئن ہو جائے گا کہ اس سے کوئی ناانصافی نہیں کی گئی۔ جو کچھ کہا گیا ہے بعینہٖ اسی کا اُس کا اعمال نامہ تقاضا کر رہا تھا۔ پس ایک یہ ہے کدحاً جس رستے سے انسان گزرتا ہے یا گزرے گا لازماً پہنچنا تو ہے وہاں اور کن مشکلات کے ساتھ پہنچنا ہے یا کس آسانی کے ساتھ، یہ اس نے فیصلہ کرنا ہے۔

اس ضمن میں قرآن کریم کی بعض اور آیات بھی ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اسی مضمون پر روشنی ڈال رہی ہیں۔ سورۃ نبأ میں 'لاَيَسْمَعُونَ فِيْهَا لَغْواً وَلاَ كِذّٰابًا' اہل جنت کے متعلق خوشخبری ہے کہ وہاں نہ وہ کوئی لغو بات سنیں گے نہ کِذّاب۔ جَزَاءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ 'یہ جزاء ہے تیرے رب کی طرف سے عطاء کے طور پر۔ عطا میں حساب تو نہیں ہوا کرتا مگر یہاں حساب کا لفظ آیا ہے۔ فرمایا ہے عَطَاءً حِسَاباً رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ وَمَابَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لاَ يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَاباً۔ یہ ایسا حساب ہے جو آسمانوں اور زمین کے رب کی طرف سے ہے اور جو کچھ ان میں ہے یہ حساب رحمٰن خدا دے گا۔ لفظ رحمانیت نے بتادیا کہ بہت آسان حساب ہونے والا ہے اور آسان حساب سے مراد یہ ہے کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے وہ عطا ہو گی ان بندوں کی۔ یعنی جو عمل ہے اس سے عطا کی کوئی نسبت ہی نہیں۔ مگر اللہ جب حساب فرماتا ہے تو اس قسم کا حساب فرماتا ہے۔ اسی کا نام حِسَاباً يَسِيراً ہے۔ "لاَ يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَاباً" وہ خدا تعالیٰ سے خطاب کا حق نہیں رکھیں گے۔ کوئی ذاتی ملکیت نہیں ہو گی اللہ جسے خطاب کی اجازت دے گا اسی کو خطاب کی اجازت ملے گی۔ دوسری جگہ فرمایا "اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُم" جیسا کہ جمعہ کے دوران تلاوت والی سورہ غاشیہ میں بیان ہے "اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُم ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم" کہ ہمارے ہاتھ میں ان کی باگیں ہیں انہوں نے بہرحال ہماری طرف لوٹ کے آنا ہے۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم پھر ہم پر فرض ہے کہ ہم ان کا حساب کریں اور اس حساب میں سارے نیک و بد شامل ہیں، کوئی بھی ایسا نہیں جو حساب سے خالی ہو جائے گا۔ جن کے متعلق بے حساب بخشش کا مضمون احادیث میں بیان ہوا ہے اس بے حساب بخشش کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حساب پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے گی اور آگے گزار دیا جائے گا۔ بعض دفعہ جیسے آپ ایک ملک سے دوسرے ملک میں داخل ہوتے ہیں تو پاسپورٹ نظر آ رہے ہوتے ہیں کن کے پاسپورٹ ہیں تو بعضوں کو بس ایک نظر ڈال کے آفیسر کہتا ہے چلو نکلو۔ تو وہ بھی حساب ہی تو ہے۔ بغیر حساب کے کوئی نہیں جا سکتا۔ مگر ان معنوں میں بغیر حساب کے جائے گا کہ اس کی چھان بین نہیں ہو گی۔ اس کو ایک سرسری نظر کافی ہو گی یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ یہ جنت کا حقدار ہے۔

'فَاَمَّا مَنْ اُوتِيَ كِتٰبَهٗ بشماله' اب يَمِيْنِه کا ذکر تو گزر چکا ہے کہ جس کی کتاب اس کے داہنے ہاتھ سے اس کو دی جائے گی لیکن اب شمالِه کا ذکر آئے گا وہ جس کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ سے دی جائے گی۔ داہنے ہاتھ سے مراد نیکی کا ہاتھ ہے، سچائی کا ہاتھ ہے تو مراد یہ ہے کہ جس کو اس طرح کتاب دی جائے گی کہ دیتے ہوئے اس کو معلوم ہو جائے گا کہ میرا حساب آسان ہونا ہے کیونکہ دین کے رستے سے اس کو کتاب مل رہی ہے۔ شمال سے مراد بایاں ہاتھ یا بدیوں کا رستہ ہے۔ تو وہ لوگ جن کو کتابیں دی جائیں گی وہ ایک ہی سمت سے اس طرح نہیں دی جائیں گی کہ معاملہ سب پر خلط ملط رہے بلکہ سارا محشر دیکھے گا کہ جن لوگوں کو عزت عطا ہونے والی ہے ان کو ان کے داہنے ہاتھ میں کتابیں تھمائی جائیں گی اور جن کے لئے ذلت مقدر ہے ان کو ان کے بائیں ہاتھ میں کتابیں تھمائی جائیں گی۔

'فَاَمَّا مَنْ اُوتِيَ كِتٰبَهٗ بشماله' پس یقیناً وہ شخص جس کو بائیں ہاتھ سے کتاب دی جائیگی یا بائیں ہاتھ میں کتاب تھمائی جائے گی فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي لَمْ اُوْتَ كِتَابِيَه یعنی وہ منظر خود بتادے گا کہ میں مارا گیا، اس شخص کو بتادے گا کہ وہ مارا گیا اور بے اختیار کہے گا۔ يٰلَيْتَنِي لَمْ اُوْتَ كِتَابِيَه کاش ایسا ہوتا کہ مجھے میری کتاب نہ دی جاتی۔ وَلَمْ اَدْرِمَا حِسَابِيَه اور میں کبھی نہ جان سکتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ القَاضِيَه وائے افسوس کہ یہ تو ایک فیصلہ کن چیز ہے، فیصلہ کن کتاب ہے۔ (الحاقه آيات ۲۶ تا ۲۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے اور اس کی ضرورت اس لئے

پیش آئی کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود بھی یہ دعا کیا کرتے تھے کہ میرا حساب آسان کردے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس پر متعجب تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے حساب کی باتیں کیوں کرتے ہیں اور اپنے آسان حساب کی کیوں باتیں کرتے ہیں۔ آپ تو بے حساب بخشے جانے والے انسان ہیں صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن سورہ اذالسماء انشقت باب فسوف یحاسب حساباً یسیراً۔ اس میں دو روایتیں ہیں جو میں نے چنی ہیں۔ دونوں میں یہی مضمون ہے لیکن وہ مضمون ایک دوسرے کو کھول رہا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جس سے حساب لیا گیا وہ تباہ ہو گیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر قربان۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔ یہ کیا بات ہے میں قربان آپ کے "آپ کی بات سچ ہے آپ فرما رہے ہیں جس سے حساب لیا گیا وہ تباہ ہو گیا لیکن ساتھ ہی قرآن کریم میں یہ بھی تو فرمایا گیا ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔ پس جسے اس کی کتاب دائیں ہاتھ سے تھمائی گئی اس سے بہت آسان حساب لیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا یہاں حساب سے مراد اعمال سے آگاہ کرنا ہے لیکن جس کے محاسبہ میں سختی کی گئی وہ ہلاک ہو گیا۔ حساب سب کا ہو گا لیکن ایک حساب وہ ہے جہاں صرف اعمال سے آگاہ کرنا مقصود ہے وہ حِسَابًا یَّسِیْرًا ہے لیکن میں جو کہتا ہوں کہ ہلاک ہو گیا مراد یہ ہے کہ جس کے محاسبے میں سختی کی گئی وہ ہلاک ہو جائے گا۔

دوسری حدیث جو مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دوران نماز یہ دعا کرتے ہوئے سنا اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا، اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔ محمد رسول اللہ یہ دعا مانگ رہے ہیں اور بار بار عرض کر رہے تھے نماز میں۔ اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔ اے میرے اللہ مجھ سے آسان حساب کرنا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی حِسَابًا یَّسِیْرًا سے کیا مراد ہے۔ فرمایا جس کا اعمال نامہ سرسری نظر سے دیکھا گیا۔

جیسا کہ میں نے آپ سے عرض کی تھی کہ یہاں بھی جب بارڈر کراس کئے جاتے ہیں تو بعض پاسپورٹ صرف سرسری نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ دعا کر رہے تھے کہ میرا حساب نامہ بھی سرسری نظر سے دیکھا جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیوں بے قرار ہیں جبکہ لازماً آپ کو علم تھا کہ اگر کوئی بے حساب بخشا جا سکتا ہے تو آپؐ ہیں۔ اگر کسی کا اعمال نامہ سرسری نظر سے دیکھے جانے کے لائق ہے تو حضرت محمدؐ رسول اللہ کا اعمال نامہ اس لائق تھا لیکن یہ دعا کیوں کرتے ہیں کہ میرے حساب میں آسانی کرنا۔ اس کی وجہ وہ انکسار ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طرۂ امتیاز تھا اور اس انکسار میں ایک گہری حقیقت تھی۔ آپ جانتے تھے کہ آپ بھی فضلِ الٰہی کے سوا بخشے نہیں جا سکتے اور اپنے اعمال پر ذرہ بھی فخر کی نگاہ نہیں تھی کیونکہ جانتے تھے کہ یہ توفیق بھی تو اللہ ہی نے دی ہے ورنہ مجھے کیسے توفیق مل سکتی تھی کہ میں ایسے اعمال بجا لاؤں۔ تو انکساری اور شکر کے مزاج نے یہ دعا آپ سے کروائی ہے۔ اے میرے رب میرا حساب آسان کرنا کیونکہ جو بھی مجھے عطا ہوا ہے تُو نے عطا کیا ہے، تیری عطا ہے۔ مگر میں تیرے شکر کا تقاضا ادا کرتا ہوں اور عجز کا تقاضا ادا کرتا ہوں اور عرض کر رہا ہوں کہ وہاں بھی احسان کا سلوک ہو جیسے یہاں احسان کا سلوک ہوا ہے۔ پس شک کی وجہ سے نہیں بلکہ تضرعات کا حصہ ہے کہ عجز بھی اختیار کیا جائے اور شکر بھی ادا کیا جائے۔

پھر فرماتے ہیں "مگر اے عائشہ جس سے پوچھ گچھ کی گئی تو وہ ہلاک ہو گیا۔ ہر وہ مصیبت جو مومن کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مومن کی کوئی غلطی معاف کر دیتا ہے حتّٰی کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھے تو اس کی وجہ سے اس کا کوئی گناہ معاف کر دیا جاتا ہے"۔ تو حِسَابًا یَّسِیْرًا کا ایک اور معنی معاف کرنا بھی فرما دیا کہ جس طرف عام انسان کی نظر پہنچ نہیں سکتی تھی۔ فرمایا مومن کا حساب تو اس دنیا میں جاری ہو چکا ہوتا ہے اور مومن کے حساب میں ایک کانٹا بھی داخل کیا جاتا ہے۔ جو کانٹے کی تکلیف پہنچتی ہے گویا اس کو اپنے غلط اعمال کی جزاء یہیں ملتی ہے اور قیامت تک پہنچنے سے پہلے اسی دنیا میں اس کا حساب چکا کر یہ فیصلہ کر دیا جاتا ہے کہ یہ اب آسان حساب کا مستحق ہو گیا ہے کیونکہ دنیا میں ہر تکلیف، ہر بیماری، ہر مشکل، ہر غم اس کے اعمال نامہ میں ایک جزاء کے طور پر لکھا جائے گا۔

اب اس مضمون کو اگر آپ سمجھ لیں تو جو میں بار بار نصیحتیں کرتا آیا ہوں اور بعض لوگ نہیں سنتے کہ دنیا میں جو غم پہنچتے ہیں، جو مشکلات ہوتی ہیں وہ اگر آپ مومن ہیں تو آپ کے کھاتے میں جزاء کے طور پر لکھے جائیں گے اور قیامت کے حساب کی سختیوں سے آپ بچا دیئے جائیں گے۔ یہ احسان ہے اور لوگوں کی اس احسان پہ نظر نہیں ہوتی۔ کوئی پیارا ہاتھ سے نکل جائے، کوئی دکھ پہنچے، کوئی تکلیف، کچھ مال ضائع ہو تو ایسا واویلا کرنے لگتے ہیں کہ گویا وہ انہی کا تھا، انہی کا حق ہے، لازم ہے خدا پر کہ ان سے اس دنیا میں ہر معاملے میں نرمی برتے اور کبھی سختی سے کام نہ لے۔ اس خیال کے ساتھ ان کا قیامت کا اعمال نامہ گندہ ہو جائے گا اور حساب یسیر کی فہرست سے نکل کے وہ حساب عسیر کی فہرست میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے یہ سارا معاملہ کھول کر بیان کرنا ضروری تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس معرفت کے نکتے نے مجھے یہ بات سمجھائی جو میں آگے آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ مومن کی یہاں کی تکلیفیں اس کے وہاں کے حساب یسیر کے لئے ضروری ہیں اور جتنی زیادہ آزمائش خدا کی راہ میں آتی ہے اتنا ہی زیادہ حساب یسیر وہاں مقدر ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کو سمجھیں تو تمام انبیاء میں سب سے زیادہ تکلیفیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پہنچیں۔ ذاتی بھی، منصب کی تکلیفیں، دشمن کی ہر وقت کی بکواس، دل کا آزار اور جسمانی تکلیفیں۔ کوئی دنیا میں ایسا نبی دکھائیں جس کو محمدؐ رسول اللہ سے بڑھ کر تکلیفیں پہنچی ہوں۔ اس کے بعد حساب یسیر کے سوا باقی کیا رہ جاتا ہے۔ کوئی دنیا میں کہہ نہیں سکتا کہ مجھے تو تکلیف کے بدلے حساب دیا جائے محمدؐ رسول اللہ کو کون سی تکلیف پہنچی تھی۔ تو تکلیف اس لئے نہیں پہنچی کہ آپ کے گناہ بخشے جائیں، تکلیف اس لئے پہنچی کہ ساری دنیا کو نمونہ دکھا دیں۔ اس کو کہتے ہیں خدا کے رستے میں کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْہِ ہر روک سے بے نیاز ہو کے میں گزرتا چلا گیا ہوں، ہر رستے کے زخم مجھے پھول لگے، ہر آزمائش میں میں کامیاب ہو کر سرفراز نکلا ہوں اگر تم چاہتے ہو کہ تم بھی اسی طرح اللہ سے ملاقات کرنے والے ہو تو میرا رستہ پکڑو۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اسی مضمون کو مزید واضح کرنے والے ہیں یا مضمون تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے واضح فرما دیا لیکن ان کی باریک راہوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوبارہ دوہرایا ہے تاکہ ہمارے لئے بھی حساب یسیر کے سامان پیدا ہو سکیں۔ گزشتہ خطبے میں میں نے مسٹر ڈکسن جو آسٹریلیا کا سیاح تھا اس کا ذکر کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ صبح سیر پہ گئے تو اس کو کچھ نصیحتیں کیں۔ جتنی نصیحتیں میں نے بیان کی تھیں جو آپ نے اس کو کیں ان کا اس مضمون سے تعلق تھا۔ لمبی سیر تھی اور لمبی باتیں تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈکسن سے کیں اور ان سب باتوں کا اس مضمون سے تعلق نہیں ہے جو میں اب بیان کر رہا ہوں۔ اس لئے ان کو میں چھوڑ رہا ہوں۔ اس حصے کو نکال کر آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس کا اس مضمون سے براہ راست تعلق ہے۔

جو انسان حساب یسیر کے لئے تیار کیا جاتا ہے اسے اس دنیا میں پاک زندگی ملتی ہے اور اس پاک زندگی کے سوا وہ کسی بھلائی کی توقع نہیں رکھ سکتا۔ پس گناہوں سے بچ کر چلنا یہ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا والی بات ہے کیونکہ جب بھی انسان رب کی طرف چلتے ہوئے گناہ سے بچتا ہے تو کچھ مشقت اختیار کرتا ہے۔ گناہوں سے بچنا آسان نہیں ہے۔ ہر گناہ سے بچنے کے لئے کوئی مشقت پیش آتی ہے نیکوں کو کم اور بدوں کو زیادہ اور انبیاء کے لئے وہ مشقت رحمت اور لذت بن جایا کرتی ہے۔ لیکن ہم عام آدمیوں کی باتیں کر رہے ہیں۔ اس وقت جو ہم موجود ہیں یا وہ جو خطبے کو سن رہے ہیں، جو آگے سنیں گے ان سب کو میں سمجھا رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو کھول کر ایک ایسا خوبصورت جزاء کا نقشہ کھینچا ہے جس سے طبیعتوں میں خود بخود اس طرف لپکنے کے لئے خواہش پیدا ہو جائے گی۔

"وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعل تاباں ہے"۔ لعل تاباں اس لعل کو کہتے ہیں جو چمک رہا ہے۔ ہر لعل اپنے اندر ایک چمک رکھتا ہے مگر اردو کے محاورے میں لعل تاباں اس کو کہتے ہیں جو غیر معمولی چمک رکھتا ہو، جس میں کلیۃً صفائی پائی جائے۔ "ایک لعل تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں" اب کسی کے پاس نہیں تو پھر اس کا مطلب ہے ہر شخص اس سے محروم ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس زمانے میں یہ مامور من اللہ خطاب فرما رہا تھا اس زمانے میں یہ لعل آپ کے سوا کسی کو نصیب نہیں تھا۔ **"وہ ایک لعلِ تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ نے وہ لعلِ تاباں مجھے دیا ہے"۔** اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ

Earlsfield Properties
Landlords & landladies
Guaranteed rent
your properties are urgently required
Tel: 0181-265-6000

کتنے محتاط ہیں۔ یہ نہیں فرمایا میرے پاس ہے، اس میں ایک تکبر کا رنگ پایا جاتا تھا۔

"ہاں خدا تعالیٰ نے وہ لعل تاباں مجھے دیا ہے **اور مجھے اس نے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعل تابان کے حصول کی راہ بتا دوں**"۔ دیا تو ہے مگر اس لئے نہیں کہ صرف میرے پاس ہی رہے گا۔ اس غرض سے دیا اور مجھے مامور فرمایا گیا ہے کہ میں ساری دنیا کو اس لعل کو حاصل کرنے کی راہ بتادوں۔ گویا آج کی ساری جماعت بھی اور دوسرے انسان بھی جو جماعت میں ابھی داخل نہیں وہ اس نصیحت پر غور کریں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو لعل تاباں عطا ہوا ہے وہ ان کو بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

"اس راہ پر چل کر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کرلے گا"۔ اب مشکل راہ تو ہے مگر یقین بھی دیکھیں کیسا ہے۔ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ۔ ان آیات میں جو یقین ہے وہ اس تحریر میں بھی موجود ہے کہ وہ لعل مشکل تو ہے مگر اگر اس راہ پر چلو گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو حاصل کرلو گے اس میں کوئی شک نہیں۔ "اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے ملتا ہے ایک ہی ہے جس کو خدا کی سچی معرفت کہتے ہیں۔ در حقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے"۔ سچی معرفت کو مشکل امر بیان فرمارہے ہیں۔ کہتے ہیں آسان راہ اور یقینی راہ تو ہے مگر ایک مشکل امر پر موقوف ہے۔ اس مشکل کو اگر تم گوارا کرلو تو ہر دوسری مشکل آسان ہو جائے گی۔ اگر اس سے ڈر گئے تو پھر تمہیں کچھ بھی نصیب نہیں ہوگا۔

"در حقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے۔ فلاسفر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہئے" مگر ایسے فلسفی بھی دنیا میں کم ہیں جو سب باتوں پر غور کر کے یہ فیصلہ کر سکیں کہ کوئی صانع ہونا چاہئے۔ میں نے ارسطو (Aristotle) کی مثال دی تھی وہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے وہ بظاہر خدا کی ہستی کا قائل نہیں تھا جیسا اس کے تاریخ دان بیان کرتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ وہ فلسفی ان فلاسفرز میں تھا جن کی تعریف مسیح موعود علیہ السلام فرمارہے ہیں۔ اس نے جب کائنات پر غور کیا تو اس لازمی نتیجے تک پہنچا کہ اس کائنات کی ایک وجہ اول ہونی چاہئے جو کائنات کے مادے سے تعمیر نہ ہو بلکہ اس سے وہ مادہ تعمیر ہو جو تخلیق کے نتیجے میں پیدا ہوگا اور اس وجہ اول کے بغیر اس کائنات کا وجود ممکن ہی نہیں ہے۔

ارسطو کو اس لئے رہتی دنیا تک خدا تعالیٰ نے ایک عظمت عطا فرمائی کہ وہ سچا فلسفی تھا اور بات کی تہہ تک پہنچ کر جو نتیجہ اخذ کرتا تھا آج تک کوئی اس نتیجے کو جھٹلا نہیں سکا۔ اب یہ مسئلہ جب میں نے اس کی کتابوں میں دیکھا تو اس کے لئے میرے دل میں بڑی گہری عزت پیدا ہوئی کہ واقعۃً ایسے فلسفی ہیں جو سچے ہوں تو اللہ تعالیٰ خود ان کی راہنمائی فرماتا ہے۔ پس "ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے"۔ "ابلغ و محکم" انتہائی بلیغ، اعلیٰ مضامین سے بھری ہوئی اور محکم جس کو ہلایا نہ جاسکے، ٹلایا نہ جاسکے۔ "اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہئے"۔ اب یہ بھی تعریف Aristotle پر پوری اترتی ہے کیونکہ اس نے صرف اتنا کہا کہ 'ہونا چاہئے'۔ لیکن اس سے ذاتی تعلق قائم نہ کیا جو سقراط نے قائم کیا تھا، جو اس کا بھی جد امجد تھا، اس کو علم سکھانے والا سقراط ہی تھا۔ تو یہ عجیب بات ہے کہ انسان بعض دفعہ کسی کی پیروی کرتا ہے مگر سو فیصدی پوری پیروی نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو معرفت کی باتیں بیان فرمائی ہیں ان کو سمجھنا کافی نہیں کیونکہ ارسطو نے بھی سقراط کی باتوں کو سمجھا تھا اور اسی کے نتیجے میں اس کی منطق جب آگے بڑھی اس نے 'ہونا چاہئے' تک کا مضمون حاصل کرلیا لیکن اس کو ایک زندہ وجود سمجھ کے اس سے ایک ذاتی تعلق قائم کرنے کی کسی کوشش کا کوئی ذکر ارسطو کی زندگی میں نہیں ملتا۔ اگر وہ صاف تھا، اگر وہ بدیوں سے پاک تھا تو محض اس کردار کی وجہ سے جو سچائی کے نتیجے میں ضرور پیدا ہوتا ہے خواہ انسان کسی اعلیٰ ہستی کا قائل ہو یا نہ ہو۔ سچائی ایک ایسی بنیادی حقیقت ہے، ایسی ہمیشگی کی ایک صفت ہے جو جس شخص میں پائی جائے گی اس میں شرافت پیدا کردے گی۔ یہ شرافت اسے خدا سے ملائے گی یا نہ ملائے گی یہ الگ مسئلہ ہے۔ پس ارسطو میں بھی یہ سچائی کی شرافت تھی جس کی وجہ سے اس کی ساری زندگی بہت شریفانہ اور ایک نمونے کی زندگی تھی مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے آگے پہنچانا چاہتے ہیں۔

فرماتے ہیں "مگر میں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں جہاں فلسفی کے قدم نہیں پڑتے وہ ایک مقام پر پہنچ کر ٹھہر جاتا ہے میں جو مامور من اللہ ہوں ایک بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربوں کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا ہے"۔ یعنی مُلٰقِيْهِ کا وعدہ اس دنیا میں پورا ہو گیا۔ اگرچہ اس آیت کا حوالہ نہیں دیا مگر مضمون بعینہٖ وہی ہے۔ ملاقات کے بعد ذاتی تجربہ نصیب ہوتا ہے اور اگر اس دنیا میں ملاقات نہیں ہوئی تھی تو کیسے فرماسکتے ہیں کہ میں ذاتی تجربے کی بناء پر کہتا ہوں۔ پس ایک ملاقات تو وہ ہے جو قیامت کے دن ہونی ہی ہونی ہے اُس ملاقات کی بنیادیں اِس زندگی میں قائم کی جاتی ہیں، کھڑی کی جاتی ہیں اور مرنے سے پہلے انسان جان لیتا ہے کہ میں اپنے رب سے مل چکا ہوں۔ یہ یقین کی زندگی حضرت مسیح موعودؑ مامور من اللہ کی اطاعت سے، آپ کی پیروی سے نصیب ہوگی اور اس میں جدوجہد بہت ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے بعض لوگوں کے لئے ساری عمر کی ان تھک محنت ہے یا بعض لوگوں کے لئے ساری عمر کی تھکا دینے والی محنت ہے۔ دونوں میں سے ایک تو لازم ہے وہ تو بہر حال اختیار کرنی ہوگی۔

اب ان باتوں کے بعد اپنی جماعت سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو توقعات رکھتے ہیں وہ میں آپ کے سامنے پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ میں جس رستے کی طرف بلا رہا ہوں اگر تم میری جماعت کہلاتے ہو تو اپنے وجود سے اس بات کو ثابت کرو کہ تم میری جماعت ہو۔ لیکن جس رستے کی طرف میں بلا رہا ہوں اگر تم اس پر نہ چلنے والے ہو تو وہ لعل تاباں جو مجھے نصیب ہوا ہے دنیا تو اس کو نہیں دیکھ سکتی تمہیں دیکھ سکتی ہے۔ اور اگر تم وہ لعل تاباں نہیں ہو بلکہ گندے کوئلے کی طرح ہو تو کیسے دنیا کہہ سکتی ہے کہ میں امام وقت ہوں اور میرے پیچھے چلنے والوں نے لعل تاباں حاصل کرلیا یا لعل تاباں بن گئے۔

فرماتے ہیں "جماعت کے افراد کی کمزوری یا برے نمونہ کا اثر ہم پر پڑتا ہے"۔ یہ خیال مت کرو کہ تم آزاد ہو جس طرح کی چاہو زندگی بسر کرو اور ہم پر اس کا اثر نہیں پڑے گا۔ اس پر اثر پڑنے کی وجہ سے نظام جماعت سے خارج کرنے کی مجبوری پیش آتی ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یونہی سختی کی جارہی ہے۔ ہرگز یونہی سختی نہیں کی جارہی، سختی کی مجھے تکلیف پہنچتی ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں اس لئے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ کسی کے بد نمونے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غلط عکس ڈالا ہے اور ان کو دیکھ دیکھ کر لوگ غلط نتیجے نکالیں گے جب تک اصلاح کا امکان موجود ہے ان کی اصلاح کی جاتی ہے جب کٹ جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ اصلاح کے لئے تیار نہیں تو لازماً ان کو جماعت سے اس لئے الگ کرنا پڑتا ہے کہ ان کی وجہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کوئی غلط عکس نہ پڑے۔ یہی بات ہے جو مسیح موعود علیہ السلام یہاں کھول رہے ہیں۔

"جماعت کے افراد کی کمزوری یا برے نمونہ کا اثر ہم پر پڑتا ہے اور لوگوں کو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ پس اس واسطے ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو"۔ اب یہ جو **کوشش میں لگے رہنا** ہے یہ میں بیان کر چکا ہوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب کو خارج کیوں نہیں کر دیتے۔ اس لئے کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ '**کوشش میں لگے رہو**'۔ جن لوگوں کے متعلق یہ یقین ہے، ایسے آثار نظر آتے ہیں کہ وہ نیکی کی کوشش کر رہے ہیں اور اصلاح کی طرف مائل ہیں ہرگز مجھے اجازت نہیں ہے کہ ان کو جماعت سے باہر قرار دوں کیونکہ مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ مجھ پر حاکم ہیں۔

"کوشش میں لگے رہو۔ جب تک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جاسکتا ہے کہ کوئی پاک ہو گیا"۔ اب یہ جو کوشش ہے اس کا انجام فرشتوں کی سی زندگی ہے اور اس زندگی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو آیت پیش فرمارہے ہیں وہ ہے يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ کہ فرشتوں کی حالت سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ انہیں حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔ کیوں اور کیا اور کیسے کے سوال نہیں اُٹھا کرتے۔ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ فرمایا جب میری جماعت اس حال کو پہنچ جائے گی کہ جو کچھ کہا جائے گا وہ اس کو کریں گے تب میں یہ کہہ سکوں گا کہ یہ جماعت فرشتوں کے مقام کو حاصل کر چکی ہے۔

"فنا فی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے"۔ اب فنا فی اللہ کا ایک اور مضمون تو يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ہے۔ دوسرا مضمون ہے جو مشکل راہ سے تعلق رکھتا ہے۔ فرشتے تو بنائے ہی ایسے گئے ہیں۔ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ ان کی مجال نہیں ہے ادھر اُدھر ہٹ سکیں، اس راہ سے ہٹ سکیں، ان کی صفات میں بالارادہ رستے سے ہٹنا داخل ہی نہیں فرمایا گیا لیکن انسان جو فنا فی اللہ ہونے کی کوشش کرتا ہے اسے اس رستے سے گزرنا ہوگا جسے اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فرمایا گیا اس کے لئے ہر قدم پر دو امکانات یا احتمالات پیدا ہوتے ہیں نیکی کرے یا بدی کرے، نیکی کرے یا بدی کرے اور ان ٹھوکروں نے رستے کو بہت مشکل بنا دیا ہے۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

فرماتے ہیں: ”فنافی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے“۔ اور اس پابندی میں ہر شخص جو اس مقام کو پہنچتا ہے یا پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے اس کی ذمہ داری اس وقت تک ادا نہیں ہوتی جب تک اپنے گھر اور گردوپیش کو بھی اپنے جیسا نہ بنانا چاہے۔ ”احکام کا پابند ہونا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد اور بیوی بچوں، خویش واقارب اور ہمارے واسطے بھی باعث رحمت بن جائے“۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کی یہ باتیں بے اختیار آپ کی محبت کے آنسو آنکھوں سے جاری کر دیتی ہیں۔ کتنا پاکیزہ، کتنا مکمل کلام ہے، ابلغ کلام ہے۔ فرمایا اگر تم نے یہ لعل تاباں حاصل کر لیا ہے اس رستے پر چل پڑے ہو جو میں کہتا ہوں تو پھر صرف تمہارا اکیلے چلنا کافی نہیں۔ ”اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی بچوں، خویش واقارب“ ان سب کے لئے بھی یہی نمونہ بنو۔ یہی ان کو نصیحت کرو اور ان سب کے لئے رحمت بن جاؤ۔ اور آخر پر فرمایا ”اور ہمارے واسطے بھی باعث رحمت بن جاؤ“۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو ہمارے لئے باعث رحمت ہیں کیسا انکساری کا کلام فرماتے ہیں کہ اگر تم اس بات کا احساس رکھتے ہو کہ مجھے خدا نے مامور کر کے تمہیں کن کن مشکلات سے بچایا، کن گندی راہوں سے نکالا، کس پاک رستے پہ چلا دیا تو شکر کا حق اس طرح بھی ادا کرو کہ میرے واسطے باعث رحمت بنو۔ تمہاری وجہ سے لوگ میرے اعلیٰ اخلاق کو پالیں، ان کو دیکھ لیں، تمہاری وجہ سے لوگ جان لیں کہ مجھے تو خدا تعالیٰ نے وہ لعل تاباں تھما دیا ہے پس جب تم وسیلہ بنو گے لوگوں کے مجھ تک پہنچنے کا تو گویا تم میرے واسطے بھی باعث رحمت ہو جاؤ گے۔

بہت ہی پیارا کلام، بہت ہی عاشقانہ کلام ہے اور جماعت سے جیسی محبت ہے اور جو تقاضے ہیں ان کو یہ کلام خوب کھول کر بیان فرما رہا ہے۔ فرماتے ہیں ”مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقع ہرگز ہرگز نہ دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمِنهُم ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ وَ مِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ (سورۃ فاطر)“۔ مراد یہ ہے فَمِنهُم ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ ان میں سے ایسا انسان بھی ہے جو اپنے نفس کی خاطر اس پر ظلم کرتا ہے۔ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا بعینہ یہی مضمون ہے۔ انسان اپنے نفس کی خاطر اس پر ظلم کرتا ہے۔ جیسے ماں بچے کی خاطر بظاہر بچے پر ظلم کرتی ہے۔ ایک استاد طالبعلم کی خاطر بظاہر اس پر ظلم کرتا ہے، سخت کام لیتا ہے، اتنا گھر کا کام دے دیتا ہے کہ بے چارے کے لئے گھر میں بھی آرام میسر نہیں آتا۔ یہ مضمون ہے ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ، ہر انسان اپنے نفس سے بھی اس کی خاطر ایسا سلوک کرتا ہے جو مشکل ہو مگر ہو اس کی خاطر۔ وَ مِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ اور ان میں مقتصد بھی ہیں جو نسبتاً توازن اختیار کرنے والے یعنی کچھ ظلم بھی کرتے ہیں کچھ نہیں بھی کرتے خدا جتنی توفیق دیتا ہے ہلکے قدموں کے ساتھ اس راہ پر چلتے ہیں۔ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو خیرات میں سب کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں پہلی دونوں صفات ادنیٰ ہیں ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ اور مُقْتَصِدٌ کی صفات نسبتاً ادنیٰ ہیں۔

”سَابِقٌ بِالْخَيْرَات بننا چاہئے ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے“۔ فرمایا ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ اور مُقْتَصِد اپنی ذات میں اچھی صفات ہیں مگر ان کے ساتھ سَابِقٌ بِالْخَيْرَات کو جُڑ جانا چاہئے۔ یہ ایک بالکل نیا مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آیات کے تسلسل اور رابطے میں بیان فرماتے ہیں۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ سَابِقٌ بِالْخَيْرَات ان سے الگ بالکل الگ انسان ہے یہ لوگ اپنی اپنی جگہ اچھے ہیں اور وہ اپنی جگہ اچھا ہے۔ یہ پہلی دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں پڑھا اور اس کی حقیقت سمجھا کہ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ اور مُقْتَصِدٌ بھی تب خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول ٹھہرے گا اگر وہ سَابِقٌ بِالْخَيْرَات بھی ہو اور سَابِقٌ بِالْخَيْرَات ان دونوں خوبیوں سے کاٹ کر کوئی الگ مضمون نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر کو اب میری وضاحت کے بعد غور سے سنیں تو آپ کو بات سمجھ آجائے گی۔

”پہلی دونوں صفات ادنیٰ ہیں۔ سَابِقٌ بِالْخَيْرَات بننا چاہئے۔ ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھہرا ہوا پانی آخر گندہ ہو جاتا ہے“۔ پس اگر اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ایک دو دفعہ کی آزمائش میں پڑ کر وہیں ٹھہر جائے تو وہ، وہ شخص نہیں ہے جو کامیابی کو پالے گا۔ اگر درمیانی راہ اختیار کرنے والا کچھ عرصہ اعتدال اختیار کر کے پھر تھک جائے تو وہ ہرگز نیکی کو پانے والا نہیں ہے۔ فرمایا اس کے لئے لازم ہے کہ وہ جاری رہے۔ ”ایک مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھہرا ہوا پانی آخر گندہ ہو جاتا ہے، کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزہ ہو جاتا ہے“۔ جب پانی ٹھہر جاتا ہے، پانی خود تو اچھی چیز ہے جیسا کہ یہ دونوں صفات بیان کر رہی ہیں لیکن کیچڑ کی آمیزش کی وجہ سے کیونکہ وہ ٹھہر گیا اس لئے کیچڑ پیدا ہوا۔ ”وہ بدبودار اور بدمزہ ہو جاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ، ستھرا اور مزے دار ہوتا ہے اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتا“۔ یہ معرفت کا نکتہ سب کو سمجھنا ضروری ہے۔

ہم جو خدا کے عام بندے ہیں جن کو بہت اعلیٰ بلند مقامات نصیب نہیں ہوئے وہ اپنے نفس کے اندر تہہ میں کیچڑ دیکھ کر گھبرائیں نہیں۔ کیچڑ سے پاک ہونا بہت بعد کی بات ہے لیکن اگر وہ چلتے پانی بنے رہیں گے تو ان کے نفس کا کیچڑ ان کے اعمال کو گندہ نہیں کر سکے گا اور ان سے بدبو نہیں آئے گی۔ ان سے خوشبو اٹھے گی اور ایسا صحت والا پانی بنیں گے جس کو لوگ پئیں گے اور سیراب ہونگے اور اس سے لطف اندوز ہونگے۔ پس کتنی باریک مثالیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دے دے کر ہمیں متوجہ فرما رہے ہیں کہ گناہ اور نیکی کی حقیقت کیا ہے اور خدا کے ہاں کیا بات مقبول ہے۔

”چلتا پانی ہمیشہ عمدہ، ستھرا اور مزے دار ہوتا ہے اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو“۔ اب ”اس میں بھی“ فرمایا ہے۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ بعضوں میں نہیں ہوتا اور کتنے باریک، لطیف اشارے سے بتا دیا ہے کہ خدا کے ایسے بھی پاک بندے ہیں جن میں کیچڑ نہیں ہوتا مگر بعضوں میں کیچڑ بھی ہوتا ہے۔ پس میں کئی دفعہ جماعت کو توجہ دلا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر لفظ پر ٹھہر کر غور ضروری ہے ورنہ اس کی کنہہ کو آپ پا ہی نہیں سکتے۔ ایک ایک لفظ موتی کی طرح وہیں جڑا ہوا ہے جہاں اسے جڑا ہونا چاہئے۔ ”اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہئے کہ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہئے۔ **نیکی میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا**“۔

اب ”نیکی میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا“۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ کا مضمون دوسرے لفظوں میں بیان فرما دیا ہے۔ ایک تو یہ بات ہے کہ اللہ توفیق نہ دے تو نیکی کی طرف قدم آگے نہیں بڑھ سکتا۔ لیکن دوسری طرف انسان کوشش نہ کرے اور یہ سمجھے کہ اللہ مجھے نیک کر دے گا یہ درست نہیں ہے۔ کوشش کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے اور یہ کوشش ہے جس کو مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں، ”ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہئے نیکی میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا“۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ جو شخص نیکی کی جانب چاہے تھوڑی رفتار سے چل رہا ہو اس کو ضرور غیب سے مدد ملتی ہے۔ کوئی چیز ٹھہری ہوئی نہیں جب وہ ٹھہر جائے گا تو Stagnant ہونے لگے گا۔ اس کے اندر کیچڑ پیدا ہونا شروع ہو جائے گا اور پھر وہ کیچڑ کی جانب رخ اختیار کر لے گا اور گندے سے گندہ تر ہوتا چلا جائے گا۔ یہ ایسا قانون قدرت ہے جس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ اب جتنے گندے کیچڑ ہیں ان پہ نگاہ کر کے دیکھیں وہ جتنی دیر ٹھہرے رہتے ہیں اور بدبودار، اور بدبودار ہوتے چلے جاتے ہیں اور جراثیم کی آماجگاہ بن جاتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں ”ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا اور اس طرح سے انسان بے نور ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ آخر کار بعض اوقات ارتداد ہو جاتا ہے اس طرح سے انسان دل کا اندھا ہو جاتا ہے“۔ تو یہ ٹھہرنے کے نتائج ہیں۔ بعض دفعہ ارتداد اختیار کر جاتا ہے۔ بعض دفعہ نہیں بھی کرتا مگر دل کا اندھا ہوتا ہے، اہل بصیرت میں شمار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری نہیں کہ ارتداد والا ہی جماعت سے نکلتا ہے بعض لوگ جماعت میں ٹھہرے ہوئے جماعت سے نکل جاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۴۵۶ مطبوعہ ربوہ)

تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۷۲، ۷۵ پر یہ عبارت درج ہے اس میں سے یہ عبارت لی گئی ہے۔ جو اب میں پڑھ کر سنانے لگا ہوں۔ ”نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ“۔ اب اس ایک فقرے میں بہت سے ایسے لوگوں کی حالت کھول دی گئی ہے جو نیکی نہیں کرتے اور رحم کے امیدوار ہوتے ہیں اور بدنصیبی سے

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں

خواتین کے لئے جدید اور دیدہ زیب ملبوسات، کھلا کپڑا، بچوں کے کپڑے، چوڑیاں، دوپٹے، کاجل، مہندی، ابٹن، بندیا، پازیب، جدید فیشن کی ایشین اور یورپین جیولری اور شادی بیاہ کی دیگر اشیاء کے علاوہ

اگر آپ جرمنی سے پاکستان یا کسی اور ملک کے لئے ہوائی سفر کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے رجوع کریں آپ جہاں کہیں بھی ہوں ٹکٹ کی ہوم ڈلیوری کا انتظام موجود ہے

اس کے علاوہ OSTENDE اور CALAIS سے Ferries کی بکنگ بھی کی جاتی ہے۔ آپ کے تعاون کا شکریہ

CONTINENTAL FASHIONS & REISEN

Walther Rathenau Str.6., 64521 Gros Gerau , Germany

Tel: 06152- 39832/911334- Fax: 06152-911335

Mobile: 0171-6356206- E-Mail: Asad.Tariq@t-online.de

دنیا کی اکثریت ایسی ہے۔ مسلمان ممالک بھی بھرے پڑے ہیں ایسے مولویوں سے جو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ نیکی نہ کرو اور رحم کے طالب ہو، اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا ہے، بڑا غفور رحیم ہے، محمدؐ رسول اللہ شفاعت فرما دیں گے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے، ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ قرآن کریم کی آیات پر نظر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نتیجہ نکالا ہے اس کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں ہے۔

"نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ"۔ نیکی کرو تو خود بخود کیوں نہیں آپ نجات پا سکتے یہ بھی تو سوال ہے۔ "نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ"۔ اس کا مطلب ہے کہ نیکی کا پھل اللہ کے رحم کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص یا ایک کسان کی مثال لیں جو زمین میں اچھے پودے لگاتا ہے، اچھے درخت لگاتا ہے اگر وہ خدا کے رحم کا امیدوار نہیں ہوتا اور اپنی محنت پر انحصار کرتا ہے تو بسا اوقات وہ پودے اور اس کی فصلیں پھل سے پہلے ہی برباد ہو جاتی ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ پھل لگتا ہے تو کڑوا پھل لگتا ہے جو جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ بادام دیکھیں کتنی اچھی ایک نعمت ہے اور میٹھے بادام کثرت سے لوگ اپنے دماغ کی طاقت کو بڑھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور بھی بہت سے فوائد ہیں مگر اگر بادام کڑوا ہو جائے تو اس میں ایک ایسا زہر ہے جس سے زیادہ تیز زہر دنیا میں موجود ہی نہیں، بہت زہریلا بن جاتا ہے۔ لیکن وہ اتنی معمولی مقدار میں اس کا زہر ہوتا ہے کہ اگرچہ اس کا کھانا ایک انسان کے لئے ایک عذاب ہے مگر پھر بھی وہ قاتل نہیں ہوتا، بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ تو حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا "اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تمہاری نیکی پھل نہیں لاتی اور اللہ کا رحم اس میں شامل حال نہیں ہوتا تب تک تم کسی اچھے آخری نتیجے کے امیدوار نہیں ہو سکتے۔

"خدا تعالیٰ کی طرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح افتاں وخیزاں اس کی رضا کے دروازے تک اپنے تئیں پہنچاؤ"۔ بہت ہی دردناک نقشہ کھینچا ہے ان لوگوں کا جو نیکی کر نہیں سکتے مگر بے انتہا خواہش رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچنے کی طاقت نہیں مگر ان الفاظ میں جو نقشہ کھینچا گیا ہے یہ ان کے لئے ایک مشعل راہ بن جاتا ہے۔ لیکن اس سے آگے انشاء اللہ اگلی دفعہ مضمون کو چلائیں گے۔ ☆......☆......☆

بقیہ: مختصرات از صفحہ نمبر ۲ خوابیں خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے لئے دکھائی جاتی ہیں لیکن نیک لوگ خدا کے بچے ہیں اس لئے ان کے ساتھ خدا کا سلوک ایسا ہی ہے جیسے ماں کا بچے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے نہ صرف زیادہ خوابیں بلکہ انہیں معیار کے لحاظ سے زیادہ اعلیٰ خوابیں دکھائی جاتی ہیں۔ ☆......پاکستان اور انڈیا جیسے غریب ممالک میں ملک کی آمد کا متعدد بہ حصہ ہتھیاروں وغیرہ پر خرچ کیا جاتا ہے۔ کیا یہ صحیح طریق ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا نہیں۔ ☆......کیا معذور شخص (Handicaped) نماز پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا اگر وہ قرآن زیادہ جانتا ہے اور اس کے حواس خمسہ ٹھیک ہیں۔ وہ بیٹھ کر نماز پڑھا سکتا ہے اور مقتدی اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھیں۔ اصول یہ ہے کہ جو نماز پڑھ سکتا ہے وہ پڑھا بھی سکتا ہے۔ ☆......قرآن مجید میں انسان کے تین نام یعنی آدم، بشر اور انسان رکھے ہیں۔ ان ناموں کی نفس امارہ، لوامہ اور مطمئنہ سے کیا نسبت ہے؟ حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سوال کا مفصل جواب دیا ہے۔ آدم ایک ایسا لفظ ہے جس کا پہلا مطلب انسان کی تخلیق ہے جس کی فطرت یہ ہے کہ جو دل میں آئے کرے۔ اور جب اس آدم میں خدا اپنی روح پھونک دیتا ہے تو وہ بشر بن جاتا ہے۔ اور انسان دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ یعنی ایک طرف خدا سے محبت کرتا ہے اور دوسری طرف مخلوق سے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ تینوں نام اپنی انتہائی شکل میں آنحضرت ﷺ پر اطلاق پاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ کمال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے خطاب کرتے وقت آدم یا بشر یا انسان کو خطاب نہیں کیا بلکہ فرمایا "یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِی اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً" یعنی نفس مطمئنہ کو مخاطب کیا گیا ہے۔

(امتہ المجید چوہدری)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول آپ کو پہچان سکتے ہیں۔ اپنے لئے اور اپنے ماں باپ کے لئے تو یہ غیرت اور محمدؐ رسول اللہ اور آپؐ کے دین کے متعلق یہ غیرت کہ بار بار وہاں جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ دین سے متعلق لغو، بیہودہ باتیں کرنے والوں کے پاس جانے کا تو الگ مسئلہ ہے جو عام لغو بیہودہ مذاق کرتے ہیں ان کی مجالس میں جانا بھی میں پسند نہیں کرتا۔ حضور نے وہ احادیث نبویہ بھی پیش فرمائیں جن میں نیک اور برے ہمنشیں کی مثال دی گئی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ آدمی اپنے دوست کے زیر اثر ہوتا ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک خیال رکھے کہ کسے دوست بنا رہا ہے۔ اگر اس کا بیہودہ لوگوں کی مجلس میں آنا جانا ہے تو خواہ لاکھ بہانے کرے کہ میرے ہوتے ہوئے اس نے ایسی بات نہیں کی یہ اس کی عذر تراشی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کے متعلق بیہودہ سرائی کرنے والوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رد عمل کا ذکر فرمایا اور آپ کا ایک نہایت پرشوکت اقتباس بھی پڑھ کر سنایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان سے آئے دن ایسی خبریں ملتی رہتی ہیں کہ بعض لوگوں نے بہت گندہ دہنی کی ہے۔ ان حالات میں جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل سے نمونہ لینا چاہئے۔ وہ عمل یہ ہے کہ آپ کبھی ایسے لوگوں کی مجلس میں نہیں بیٹھے۔ ایسے لوگوں سے قطع تعلقی مستقل رکھیں لیکن عملاً جبر سے کام نہیں لینا۔ کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جو اس آیت قرآنی اور مسیح موعودؑ کے اسوہ کے خلاف ہو۔ حضور نے فرمایا لیکن ہمارا جن بدبختوں سے واسطہ ہے وہ بدبختیوں میں بہت آگے نکل چکے ہیں۔ ان ملاؤں کے پاس تو کوئی جاتا نہیں مگر یہ لوگ دیواروں پر گندگی لکھتے ہیں۔ یہ بھی آپ کو برداشت کرنی پڑیں گی۔ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ. ہر دکھ کے جواب میں اللہ آپ کے درجات بڑھائے گا۔ ایسے صبر کو جو خدا تعالیٰ قبول فرمالے تو بہت میٹھے پھل لگتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ صبر تمام کا تمام خیر ہے۔ صبر کے اندر جیتنے کی طاقت ہے۔ صبر اور پھر حق کے ساتھ ہو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ صبر رائیگاں جائے۔ وہی صبر ہے جو ایسے ممالک میں انقلاب برپا کرنے کا کام دے گا۔ صبر کا پھل جو للہ کیا جائے ہمیشہ کامیابی و کامرانی ہوا کرتا ہے۔ ☆......☆......☆

بقیہ: تصنیف براہین احمدیہ کا پس منظر

کے لئے ہوگا جو اس کا مدلل جواب دے۔ یہ اشتہار "سفیر ہند" میں ۹ر فروری ۱۸۷۸ء کے ابتدائی صفحوں میں شائع ہوا۔

"کہ جو صاحب منجملہ توابع سوامی دیانند سرسوتی صاحب سوال ہذا کا جواب دے کر ثابت کرے کہ ارواح بے انت ہیں اور پرمیشور کو بھی ان کی تعداد معلوم نہیں تو میں اس کو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دوں گا"

حضور کا یہ اعلان "برادر ہند" میں جس کے ایڈیٹر پنڈت شونارائن صاحب اگنی ہوتری تھے جولائی ۱۸۷۸ء میں شائع ہوا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"سوامی دیانند سرسوتی صاحب نے بجواب ہمارے اس بحث کے جو ہم نے روحوں کا بے انت ہونا باطل کر کے "غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا" ثابت کیا تھا معرفت تین کس آریہ سماج والوں کے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگرچہ ارواح حقیقت میں بے انت نہیں ہیں لیکن تناسخ اس طرح پر ہمیشہ بنا رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتے ہیں تو پھر بوقت ضرورت مکتی سے باہر نکالی جاتی ہیں۔ اب سوامی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے اس جواب میں کچھ شک و شبہ ہو تو بالمواجہ بحث کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس بارے میں سوامی صاحب کا ایک خط بھی آیا۔ اس خط میں بھی بحث کا شوق ظاہر کرتے ہیں اس واسطے بذریعہ اس اعلان کے عرض کیا جاتا ہے کہ بحث بالمواجہ ہم کو بسرو چشم منظور ہے۔ کاش سوامی صاحب کسی طرح ہمارے سوالوں کا جواب دیں............"۔

(المعلن مرزا غلام احمد رئیس قادیان ۱۰ر جون ۱۸۷۸ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۷،۶)

اس اعلان پر ایڈیٹر رسالہ "برادر ہند" پنڈت شونارائن اگنی ہوتری نے اس رسالہ بابت ماہ جولائی ۱۸۷۸ء میں ایک مفصل تبصرہ کیا جس میں سے ایک مختصر اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

"مگر اب ہمارے مضمون نگار مرزا غلام احمد صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرکار جب مرزا صاحب نے مسئلہ مذکور کو اپنی بحث میں باطل ثابت کر دیا تو لاچار سوامی جی (یعنی دیانند سرسوتی۔ ناقل) نے مرزا صاحب کو یہ پیغام بھیجا کہ حقیقت میں ارواح بے انت نہیں ہیں لیکن تناسخ صحیح ہے۔ خیر کچھ بھی ہو مگر......... چند سال ہوئے کانپور میں جب انہوں نے ایک اشتہار اپناد تخطی مشہور کیا تھا تو اس میں انہوں نے اول اول اکیس (۲۱) شاستروں کو ایشر کرت (خدا کے اپنے تصنیف کئے ہوئے) قرار دیا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ جب انہوں نے ان میں بہت سی خرابیاں دیکھیں تو سب کو چھوڑ چھاڑ صرف چند ویدوں کو "ایشر کرت" بتلانے لگے۔ پھر اس کے بعد جب ویدوں کا ایک حصہ جس کو برہمن کہتے ہیں ان کی نظروں میں صحیح ثابت نہ ہوا تو اب صرف اس کے اس حصہ کو جس کو منتر بھاگ کہتے ہیں الہامی کہتے ہیں اس سے اگرچہ ان کی کسی قدر متلون مزاجی بھی ظاہر ہوتی ہے.........اس میں صرف ایک بہت بڑی کسر یہ باقی ہے کہ وہ اول ایک چیز کی نسبت پہلے ہی سے ایک یقین پیدا کر لیتے ہیں پھر جب کبھی حسب توفیق اس یقین کا بطلان انہیں معلوم ہو جائے تب اس کو چھوڑتے ہیں مگر اس قسم کی تحقیقات سچے محققوں کے اصول تحقیقات سے بالکل کے مخالف ہے"۔

(برادر ہند جولائی ۱۸۷۸ء بحوالہ حیات احمد جلد اول دوم صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۸ ایڈیشن دوم)

پنڈت اگنی ہوتری صاحب کے مذکورہ بالا ریمارکس سے صاف نظر آتا ہے کہ پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کے اختراع کردہ مذہب کی حالت وہی تھی جسے قرآن مجید نے بیت عنکبوت سے مثال دی ہے۔

غرض سوامی دیانند نے خود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (مسیح موعود) علیہ السلام کو مباحثہ کی دعوت دی۔ جسے حضرت اقدس نے ۱۰ر جون کو قبول فرمایا تھا۔ اور سوامی جی کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ مباحثہ کے مقام و تاریخ خود ہی معین کر کے اخبار میں اعلان کر دیں لیکن سوامی دیانند جنہوں نے اس کی خود دعوت دی تھی خود ہی میدان مباحثہ سے گریز کر گئے۔ حضورؑ نے براہین میں پنڈت دیانند سرسوتی کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور براہین احمدیہ کے اول مخاطب دیانند سرسوتی ہی تھے۔

اس طرح یہ امر بڑا واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ براہین احمدیہ کی تصنیف کا باعث آریہ سماج کے بانی دیانند کے اسلام اور بانی اسلام اور قرآن مجید پر اعتراضات کا جواب دینا تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (مسیح موعود) علیہ السلام فرماتے ہیں:

"باعث تصنیف اس کتاب کے پنڈت دیانند صاحب اور ان کے اتباع ہیں جو اپنی امت کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کر رہے ہیں۔ اور بجز اپنے وید کے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ مسیح اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور نعوذ باللہ توریت، زبور، انجیل اور فرقان مجید کو محض افتراء سمجھتے ہیں اور ان مقدس نبیوں کے حق میں ایسے توہین کے کلمات بولتے ہیں کہ ہم سن نہیں سکتے۔ ایک صاحب نے ان میں سے اخبار "سفیر ہند" میں بطلب ثبوت حقانیت فرقان مجید کئی دفعہ ہمارے نام اشتہار بھی جاری کیا ہے۔ اب ہم نے اس کتاب میں ان کا اور ان کے اشتہاروں کا کام تمام کر دیا ہے اور صداقت قرآن و نبوت کو بخوبی ثابت کیا.........نام اس کتاب کا "البراهين الاحمدية على حقية كتاب الله القرآن و النبوة المحمدية" رکھا گیا ہے۔ خدا اس کو مبارک کرے اور گمراہوں کو اس کے ذریعہ سے اپنے سیدھے راہ پر چلائے۔ آمین

(المشتہر خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب منقول از ضمیمہ اشاعت السنۃ نمبر ۴ جلد دوم صفحہ ۲،۳ بابت اپریل ۱۸۷۹ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۲)

ایک مضحکہ خیز اور فرضی داستان

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا مشہور فتویٰ ہے کہ "عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے وجوب تک کا فتویٰ دیا گیا ہے"۔

(ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۶ء صفحہ ۵۴)

اس فتویٰ کی روشنی میں مودودی صاحب کی ایک صاحبزادی محترمہ سیدہ حمیرا مودودی صاحبہ کے قلم سے رسالہ "ندائے خلافت" ۲۸؍مئی ۱۹۹۷ء کے صفحہ ۸ اور ۹ میں ایک بیان چھپوایا گیا ہے جو ایک واقعہ پر مشتمل ہے جس سے مودودی صاحب کی عزت نفس اور حمیت دینی کا پراپیگنڈا کرنا مقصود ہے۔ اس مضمون کا عنوان ہے "حیات مودودی کا ایک روشن ورق"۔ جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رکن جماعت اسلامی پاکستان نے اصل بیان سے قبل حسب ذیل نوٹ سپرد قلم فرمایا ہے:

"راقم نے اس واقعے کی توثیق جماعت اسلامی کے بعض سینئر ارکان (جیسے رانا اللہ داد خان صاحب اور ملک محمد اسلم صاحب) سے حاصل کرنا چاہی تو انہوں نے قطعی لاعلمی کا اظہار کیا بلکہ ایک حد تک نفی بھی کی۔ مزید بر آں اس واقعے کی راویہ چونکہ خود اپنے بیان کے مطابق اس وقت عمر کے اس مرحلے میں تھیں کہ کھلونوں سے دلچسپی رکھتی تھیں لہذا اس سے بھی روایت میں "ضعف" کا عنصر شامل ہو سکتا ہے"۔

اس نوٹ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب قارئین ذیل میں مطبوعہ بیان کا متن ملاحظہ فرمائیں۔ محترمہ کا بیان ہے کہ:

"۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد جب ہجرت کر کے ہم پاکستان یعنی لاہور آئے تو ہم کو سوہن لال کالج الاٹ کیا گیا۔ پورے کالج کی عمارت اور استادوں کے رہائشی مکانات جماعت اسلامی کے استعمال میں تھے اور پرنسپل کی کوٹھی ہمیں ذاتی طور پر ملی۔ یہ تین منزلہ کوٹھی پرتعیش سامان سے بھری ہوئی تھی جو seal توڑ کر ہمیں دی گئی تھی۔ ڈائننگ ٹیبل پر چائے کے برتن پڑے ہوئے تھے اور ایسے لگتا تھا کہ اس گھر کے مکین چائے پی رہے تھے اچانک جان بچانے کے لئے بھاگنا پڑا کیونکہ پیالیوں میں چائے پڑی تھی جو تقریباً سوکھ چکی تھی۔ باورچی خانے میں آٹا گندھا ہوا چھوڑ دیا گیا تھا جو خمیرہ ہو کر پرات سے باہر آ کر سوکھ چکا تھا۔ بعض الماریوں کے پٹ کھلے تھے اور ہر طرف دیکھنے سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس گھر کے مکین ایسی افراتفری میں یہاں سے نکل بھاگے کہ پلٹ کر دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

اس گھر پر جو حسرت برس رہی تھی اسے دیکھ کر میری دادی اماں نے کہا "جس مال نے اپنے مالک سے وفا نہ کی وہ ہم سے کیا وفا کرے گا۔ اس گھر کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاؤ"۔ بہر حال ہم کوئی ایک ماہ کے قریب ہی وہاں رہے کہ ایک دن اخبار جو صبح صبح آیا اور اس میں **قائد اعظم محمد علی جناح** کا بیان میرے والد نے پڑھا اس کے بعد جو کچھ ہوا اس سے ثابت ہو گیا کہ دادی اماں نے جو یہ فقرہ کہا تھا کہ جس مال نے اپنے مالک سے وفا نہ کی وہ ہم سے کیا کرے گا، سچ تھا۔ وہ بیان یہ تھا کہ اب ہم پاکستان میں ایسا قانون بنائیں گے کہ ہندو ہندو نہ رہے اور مسلمان مسلمان نہ رہے بلکہ سب مل کر انسان بن کر رہیں..........

مندرجہ بالا بیان پڑھ کر میرے والد نے قائد اعظم سے ملاقات کا وقت مانگا اور اسی دن شام ۷ بجے کا وقت مل گیا۔ ملاقات میں میرے والد نے جو اخبار اپنے ساتھ لے گئے تھے قائد اعظم کو ان کا بیان دکھایا اور کہا کہ جناب یہ بیان بہت دیر سے آیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء سے چھ مہینے پہلے یہ بیان آجاتا۔ پھر انہوں نے توجہ دلائی ان لاشوں کی طرف جو لاہور کے ریلوے سٹیشن کے چاروں طرف بکھری ہوئی تھیں اور جن کو کتے اور گدھ کھا رہے تھے (اس لئے کہ جن کا فرض تھا کہ وہ شہداء کی لاشوں کو دفناتے وہ تو ہندوؤں کی کوٹھیاں اور ان کی دولتیں لوٹنے اور مال سمیٹنے میں مصروف تھے) میرے والد نے کہا کہ یہ بیان اگر چھ مہینے پہلے آجاتا تو یہ سب شہداء آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوتے۔ ابھی کل شملے سے گورنمنٹ سرونٹس کی ٹرین لاہور پہنچی ہے جس میں ایک آدمی بھی زندہ سلامت نہیں پہنچا اور جس کے پہیوں سے خون کے لوتھڑے لٹک رہے تھے۔ ابھی مسلمانوں کی بیٹیاں سکھوں کے گھروں سے بازیاب نہیں ہوئیں، ابھی شہداء کی لاشیں دفنائی نہیں گئیں اور آپ نے پاکستان کو secular State بنانے کا اعلان کر دیا۔ یہ سب لوگ اپنے اپنے گھربار چھوڑ کر اس لئے نکل آئے تھے کہ آپ نے پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا نعرہ لگایا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ یہ ایک اسلامی جمہوری ملک ہوگا اور یہاں اسلامی قانون نافذ ہوگا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اب آپ پھر اپنے اسی وعدے کو دہرایئے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ ورنہ یہ تاریخ کا سب سے بڑا دھوکہ ہوگا جو برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ گویا انہوں نے قائد اعظم سے "قرارداد مقاصد" پاس کرنے کا مطالبہ کیا۔

قائد اعظم تو یہ سب کچھ تحمل کے ساتھ سن کر کہتے رہے کہ مولانا آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہوگا لیکن لیاقت علی خان جو وہاں موجود تھے غصے میں آگئے اور کہنے لگے مولانا آپ بھول رہے ہیں کہ آپ گورنمنٹ کی الاٹڈ کوٹھی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پہلے گورنمنٹ کی الاٹڈ کوٹھی میں سے بال بچوں سمیت باہر نکلئے اور پھر قرارداد مقاصد کے پاس کرنے کا مطالبہ کیجئے۔ جب آپ کے بال بچے سڑک پر آجائیں گے پھر دیکھوں گا کہ آپ کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا کتنا درد ہے۔ (میرے والد نے کبھی اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا تھا اور نہ وہ سب سے سخت وقت تھا)۔ یہ سن کر میرے والد نے لیاقت علی خان سے کہا کہ "آج رات میرے بچے اس کوٹھی میں نہیں سوئیں گے اور کل صبح کو میں کوٹھی کی اور پورے سوہن لال کالج کی چابیاں آپ کو لا کر دے دوں گا لیکن آپ اپنے وعدے کے مطابق قرارداد مقاصد پاس کریں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھے اور وہاں سے آتے ہی خیموں کا آرڈر دیا اور دو خالی تانگے ساتھ لائے۔ وہ مغرب کی نماز سے ذرا پہلے گھر واپس آئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کا رنگ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اندر آ کر انہوں نے ہماری والدہ اور دادی اماں سے کہا کہ صرف وہ چیزیں اٹھا لو جو تم لوگ پٹھانکوٹ سے اپنے ساتھ لائے تھے اور بچوں کو لے کر فوراً تانگوں میں بیٹھ جاؤ۔

اب نہ والدہ پوچھتی ہے کہ ہندوستان سے تو ہجرت کر کے یہاں آگئے اور اب یہاں سے ہجرت کر کے کہاں جانا ہے۔ دونوں خواتین خاموشی سے اٹھیں اور اپنی وہی چیزیں سمیٹنے لگیں جو پٹھانکوٹ سے ہم ساتھ لائے تھے۔ چلتے وقت ہم بچوں نے کچھ کھلونے اٹھا لئے جو اس گھر میں تھے تو ہمارے ہاتھوں سے وہ کھلونے چھین چھین کر ہماری دادی اماں نے نیچے رکھے یہ کہہ کر کہ تم نے اپنے ابا کو نہیں دیکھا ہے کہ وہ کس قدر غصے میں ہیں"۔

بہر حال ہم باہر نکل کر تانگوں میں بیٹھے اور باقی گھروں سے بھی سب عورتیں اور بچے تانگوں میں بیٹھ رہے تھے اور پھر یہ قافلہ اسلامیہ پارک چوبرجی پہنچا جہاں آجکل ڈاکٹر ریاض قدیر مرحوم کی کوٹھی ہے۔ وہاں پہلے سے جماعت اسلامی کے آدمی خیمے لے کر پہنچ چکے تھے اور کیمپ لگ چکا تھا۔ ان خیموں میں ہم تقریباً ڈھائی ماہ رہے۔

اگلے دن وعدہ کے مطابق اباجان نے کوٹھی اور **سوہن لال کالج کی تمام چابیاں لیاقت علی خان صاحب کو پیش کیں۔ اور قرارداد مقاصد پاس کرنے کا مطالبہ کیا"۔**

تبصرہ:

حق یہ ہے کہ مندرجہ بالا بیان محض ایک مضحکہ خیز اور فرضی داستان ہے اور اس نتیجہ تک پہنچنے کے لئے جماعت اسلامی پاکستان کے مشہور ادارہ اسلامک پبلیکشنز ۱۳۔ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور کی طرف سے جولائی ۱۹۷۱ء میں شائع کردہ کتاب "سید ابو الاعلیٰ مودودی" مصنفہ ابوالآفاق ایم اے) کا سرسری مطالعہ کرنا کافی ہوگا۔ اس بیان کے مندرجہ ذیل پہلو خاص طور پر دلچسپی سے پڑھے جائیں گے۔

☆......اول: یہ حقیقت ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان کے تمام باشندوں کے مساوی حقوق سے متعلق تقریر ۱۱؍اگست ۱۹۴۷ء کو دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس میں فرمائی تھی۔ (پاکستان کے تیس سال مؤلفہ زاہد حسن انجم ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور) مودودی صاحب اس بیان کے سترہ روز بعد ۲۸؍اگست ۱۹۴۷ء کو لاہور پہنچے تھے (کتاب سید ابوالاعلیٰ مودودی صفحہ ۳۴۳) مگر بیان میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ مودودی صاحب کے قیام پاکستان کے ایک ماہ بعد یہ تقریر ہوئی جو بالکل خلاف واقعہ بات ہے۔

☆......دوم: کتاب سید ابوالاعلیٰ مودودی سے ثابت ہے کہ جناب مودودی صاحب کے قیام لاہور کے دوران ان کی نہ قائد اعظم سے ملاقات ہوئی نہ وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان سے، لہذا ان دونوں کی طرف منسوب پورا واقعہ سراسر جھوٹ کا پلندہ ہے۔

☆......سوم: یہ بھی غلط بات ہے کہ سوہن لال کالج (بعدہ مدرسہ البنات) کی عمارت مودودی صاحب نے عزت نفس اور حمیت دینی کا مظاہر کرتے ہوئے از خود چھوڑی تھی۔ اس کے برعکس کتاب "سید ابوالاعلیٰ مودودی" کے صفحہ ۳۴۳ سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ لاہور پہنچ کر پہلے جماعت کو ایک بلڈنگ الاٹ ہوئی لیکن کچھ عرصہ بعد چھین لی گئی۔

☆......چہارم: جہاں تک لاہور میں لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان سے مودودی صاحب کے مطالبہ قرارداد مقاصد کا تعلق ہے اس میں بھی ذرہ برابر صداقت نہیں ہے۔ کیونکہ لاہور میں ان دنوں لیاقت علی خان سے ان کی سرے سے کوئی ملاقات ہی ثابت نہیں۔

دراصل یہ قرارداد مقاصد قائد اعظم کی وفات کے کئی ماہ بعد مسلم لیگی حکومت نے خود تیار کی تھی اور ۲۵؍فروری ۱۹۴۹ء کو اس کی پارلیمنٹری پارٹی نے پہلی بار اس پر غور کیا اور ۷؍مارچ ۱۹۴۹ء کو وزیر اعظم لیاقت علی خان نے اسے دستور ساز اسمبلی میں پیش کیا۔ اور ۱۲؍مارچ ۱۹۴۹ء کو صرف کانگرسی ارکان کے چند ووٹوں کی مخالفت کے بعد اسے پاس کر لیا۔

اس پوری کارروائی کے دوران مودودی صاحب جیل خانہ میں تھے کیونکہ وہ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو نظر بند ہوئے اور ۲۸؍مئی ۱۹۵۰ء کو رہا ہوئے۔

یہ ساری معلومات کتاب "سید ابوالاعلیٰ مودودی" کے صفحہ ۴۰۰ تا ۴۲۶ میں مذکور ہیں۔ لہذا اس قرارداد کا سہرا مودودی صاحب کے سر بندھنے کا کوئی جواز نہیں۔

☆......☆......☆

سفر وسیلہ ظفر ہے

MALIK REISEBURO

دنیا میں کہیں بھی سفر کرنا ہو، ہم آپ کی راہنمائی اور خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ لندن اور پاکستان کے لئے ہوائی جہاز کے ٹکٹ خصوصی رعایت پر خرید فرمائیں

آپ کی خدمت کے متمنی

ABDUL WAHEED

WALDSTR 10 A

63065 OFFENBACH

(Germany)

Tel: 069-82366584

Fax: 069-82366585

Mobile: 0177-3232072

جہل کی تاریکیاں اور سوءِ ظن کی تند باد

(اخبار نوائے وقت لاہور میں شائع ہونے والے ایک مضمون بعنوان "قادیانی کافر کیوں؟" پر تبصرہ)

مجھ کو کافر کہتے ہیں میں بھی اُنہیں مومن کہوں
گر نہ ہو پرہیز کرنا جھوٹ سے دِیں کا شعار

(جمال الدین شمس)

روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۱۶ تا ۱۸ جنوری ۱۹۹۸ء میں محمد طاہر مرزا قادری صاحب کا ایک مضمون "قادیانی کافر کیوں؟" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ مضمون کا آغاز درج ذیل الفاظ سے کیا گیا ہے:

"قرآن کی رو سے مغلوں میں نبوت نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں قرآنی آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ سورۃ حدید نمبر ۲۶ ترجمہ: اور بے شک ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی...... سورۃ نساء نمبر ۵۴ تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی...... آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اولاد ابراہیم سے باہر نبوت، کتاب اور حکمت نہیں ہے اور چونکہ مغل اولاد ابراہیم نہیں ہیں اس واسطے ان میں نبوت بھی نہیں ہے"۔

نہ معلوم محمد طاہر مرزا قادری صاحب نے ان جیسی آیات سے یہ کیسے نتیجہ نکال لیا ہے کہ اولاد ابراہیمؑ سے باہر نبوت، کتاب اور حکمت نہیں ہے جبکہ قرآن مجید بعثت انبیاء کا عالمی تصور پیش کرتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ کی ابتداء میں ہی "ربّ العالمین" کا ذکر کیا گیا ہے نہ کہ بائبل کی طرح "اسرائیل کے خدا" کا ذکر کیا ہے۔ یہود تو اپنی قومی فضیلت کا اعلان کرتے ہی ہیں اور اسی بناء پر تمام عالم پر حکمرانی کرنا اپنا حق تصور کرتے ہیں محمد طاہر مرزا قادری صاحب کی شکل میں انہیں ایک مؤید بھی مل ہی گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نعماء کو کتاب و حکمت کی شکل میں اولادِ ابراہیم سے مخصوص کرنا اور باقی تمام اقوام عالم کو محروم قرار دینا قادری صاحب کا ہی تصور ہو سکتا ہے قرآن کریم کا نہیں۔ قرآن مجید میں تو بنی اسرائیل کے علاوہ بہت سی قوموں کی طرف رسولوں کی بعثت کا ذکر فرماتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

(۱)...... سورۃ الانعام آیت ۴۲ میں فرمایا: "اور ہم تجھ سے پہلی قوموں کی طرف رسول بھیج چکے ہیں۔

(۲)...... سورۃ یونس آیت ۳ میں فرمایا: "کیا لوگوں کو ہمارا ان میں سے ایک شخص پر وحی کرنا عجیب لگتا ہے"۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے "الناس" کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو ہر قوم پر دلالت کرتا ہے۔

(۳)...... سورۃ رعد آیت ۷ میں فرمایا: "وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ" اور ہر ایک قوم کے لئے (خدا کی طرف سے) ایک رہنما بھیجا جا چکا ہے۔

(۴)...... سورۃ الروم آیت ۴۷ میں فرمایا: اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے تھے۔

(۵)...... سورۃ فاطر آیت ۲۴ میں فرمایا، ہم نے تجھے ایک قائم رہنے والی صداقت کے ساتھ ایک خوشخبری دینے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا کی طرف سے ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔

(۶)...... سورۃ النحل آیت ۳۷ میں فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلاً۔ کہ ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا۔

ان واضح آیات قرآنی کے برخلاف یہ کہنا کہ نبوت و حکمت صرف حضرت ابراہیمؑ کی ہی اولاد سے خاص ہے ان کے علاوہ کسی اور قوم میں نبوت نہیں یہ جسارت قادری صاحب ہی کر سکتے ہیں حالانکہ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ:

"چونکہ قرآن میں سب کچھ سچ ہے اور یہی میرا ایمان بھی ہے"۔

اگر قادری صاحب واقعۃً قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں اپنا پیش کردہ مؤقف تبدیل کرنا ہوگا۔ قادری صاحب ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہر فرد بشر پر یکساں اثر انداز ہے۔ کسی مومن، غیر مومن اولاد ابراہیمؑ اور غیر میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ کا سورج ہر ایک قوم اور علاقہ پر چمکتا اور بارش ہر ایک جگہ برستی ہے اور ہر قوم کو فیض پہنچاتی ہے۔ ورنہ سورۃ القصص آیت ۴۷ کے مطابق دوسری اقوام کے لوگ خدا تعالیٰ کے حضور یہ عذر پیش کریں گے کہ "اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم تیری آیتوں کے پیچھے چلتے اور مومنوں میں سے بن جاتے۔" سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۴ میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

ان آیات کے مضمون سے واضح ہو گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے مطابق مختلف علاقوں اور اقوام میں انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور ان علینا للھدیٰ کے وعدہ کو خوب نبھایا ہے۔

جناب مرزا طاہر قادری کی حیرانی بھی دیکھیں، لکھتے ہیں:

"حیرانی کی بات یہ ہے کہ وہ ہے تو مغل برادری کا فرد اور خود اپنے آپ کو اسرائیلی کہلواتا ہے جو کہ غیر مسلم ہیں۔ قادیانیوں کی سمجھ میں اتنی آسان بات کیوں نہیں آتی کہ اسرائیلی تو کافر ہیں وہ تو مسلمان بھی نہیں ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان کس قانون کی رو سے سمجھتے ہیں اور نبی کیوں کہتے ہیں؟"

(نوائے وقت ۱۶ر جنوری ۱۹۹۸ء)

محمد طاہر قادری صاحب نے قرآن مجید کی چھ آیات کا حوالہ دے کر آغاز مضمون میں اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے باہر کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ مگر اب مذکورہ بالا حوالہ میں اولاد حضرت ابراہیمؑ کو کافر قرار دے کر حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت کے اعلان کو ماننے پر احمدیوں پر حیرانی کا اظہار کر رہے ہیں۔

میں نہیں سمجھتا کہ اس قدر "تحقیقی مضمون" پیش کرنے والا مدعی اس بات سے غافل ہے کہ اسرائیلی ہونا غیر مسلم اور کافر ہونے کا ثبوت نہیں۔ ورنہ تمام وہ افغانستان کے پٹھان اور کشمیر میں آباد کشمیری مسلمان قبائل جو بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے ہیں وہ محمد طاہر مرزا قادری صاحب کے بقول کافر قرار پائیں گے۔ یہ بات اعلانیہ کسی پٹھان مسلمان کو کہہ کر تو دیکھیں وہ اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت ان کو دیتا ہے یا نہیں۔

☆......☆......☆

محمد طاہر مرزا قادری صاحب نے بانی جماعت احمدیہ کے اردو، عربی، انگریزی الہامات کا ذکر کرنے کے بعد استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے:

"مجھے تو کافی تلاش کے بعد بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب میں کہیں بھی پنجابی زبان کا الہام نہیں ملا۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی مادری زبان پنجابی میں کوئی الہام نہیں تو پھر سرے سے کوئی الہام ہی نہیں"۔

نیک فطرت انسان کے لئے ایک نشان ہی کافی ہوا کرتا ہے مگر جنہوں نے نہ ماننے اور انکار کا تہیہ ہی کر رکھا ہو وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ جیسی عظیم صداقت کو دیکھ کر بھی یہی رٹ لگائے رکھتے ہیں:

"کیا اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے؟"

(سورۃ الفرقان آیت نمبر ۴۱)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی مادری زبان پنجابی تھی۔ کسی سکول، کالج میں انہوں نے انگریزی کی تعلیم نہ پائی تھی۔ اس لئے سنسکرت، عربی، فارسی، لاطینی زبانوں میں اپنی طرف سے بات بنا کر پیش نہ کر سکتے تھے۔ ان کا ان زبانوں میں الہامات کو پیش کرنا خوف خدا رکھنے والے کے لئے ان کی صداقت کا عظیم ثبوت ہے۔ مگر قادری صاحب کو کس طرح سمجھ آئے۔

باقی رہا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی پر پنجابی زبان میں الہام کا ذکر تو قادری صاحب کی خدمت میں درخواست ہے کہ جماعت احمدیہ کا اخبار "بدر" ۲۵ر اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۸ اور "الحکم" ۱۰ر مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴ کا مطالعہ کریں۔ انہیں پنجابی میں الہام لکھا ہوا ملے گا "جے تو ں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"۔

☆(۲) "عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی"۔

(البدر ۸ر مئی ۱۹۰۳ء)

☆(۳) "مینوں کوئی نئیں کہہ سکدا کہ ایسی آئی جس نے ایہہ مصیبت پائی"۔ (الحکم ۱۰ر جون ۱۹۰۳ء)

☆(۴) "واللہ! واللہ! سدھا ہویا اَولا"

(الحکم ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء اور بدر ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۷ء)

☆(۵) "متن اُسد الیکھا خدلنال جاپیالے"۔

(بدر ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء اور الحکم ۳۱ر مارچ ۱۹۰۷ء)

قادری صاحب نے تو کسی ایک الہام کے پنجابی میں ہونے کا انکار کیا ہے میں نے پانچ درج کر دئے ہیں۔

☆......☆......☆

۱۶ر جنوری ۱۹۹۸ء کی اشاعت میں آخری نصیحت محمد طاہر مرزا قادری صاحب کی احمدیوں کو یہ ہے کہ:

"قادیانیوں کو بھی عربی نبی ﷺ پر نازل کلام چھوڑ کر غلام احمد قادیانی کی مادری زبان میں اگر کوئی الہام ہے تو اس میں عبادت کرنی چاہئے اور عربی قرآن کو چھوڑ دینا چاہئے تا کہ مسلمانوں سے مشابہت ختم ہو"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۶ر جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۴)

قادری صاحب نے یہ نصیحت احمدیوں کو لکھ تو دی ہے مگر سوچا نہیں کہ وہ لکھ کیا رہے ہیں۔ اور اس کا مطلب کیا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں وہی امام مہدی اور مسیح موعود ہوں جس کی پیشگوئی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے امت مسلمہ کے اختلافات کو دور کر کے انہیں امت واحدہ بنانے کے لئے کی ہے۔ احمدیوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو امام مہدی ہی مانا ہے۔

اب قادری صاحب بتائیں کہ جب ان کے نزدیک امام مہدی آئے گا تو کیا اس سچے امام مہدی کو ماننے والے قرآن مجید کو چھوڑ کر اس امام مہدی کی مادری زبان میں عبادت کرنا شروع کر دیں گے!؟ نعوذ باللہ۔ قرآن مجید اور اسلامی عبادات کو ترک کرنے والا سچا امام مہدی ہو ہی کب سکتا ہے؟

قادری صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت عیسیٰ مسیح ناصری علیہ السلام کی آمد ثانی کا ذکر کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ مسیح ناصری علیہ السلام کی زبان سریانی تھی نہ کہ عربی۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد نعوذ باللہ مسلمان اپنا تعلق اسلام، قرآن، عربی زبان سے توڑ کر سریانی زبان سے جوڑ لیں گے؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مادری زبان میں عبادت اور ان کے الہام کی پوجا شروع کر دیں گے؟؟ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے قادری صاحب موصوف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ نزول مسیح کے بعد مسلمان اسلام سے برگشتہ ہو کر عیسائی بن جائیں گے۔ یہی تو عقیدۂ باطل تھا جس نے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو بپتسمہ لینے پر مجبور کر دیا تھا۔ اب دیکھیں جماعت احمدیہ کی مخالفت نے قادری صاحب کو کہاں جا پہنچایا ہے۔

جہاں تک مسلمانوں سے مشابہت اختیار کرنے کا سوال ہے احمدی تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے سچے عاشق اور فدائی ہیں۔ انہوں نے اسلام کی راہ میں ہر قسم کی قربانی پیش کرنی ہے۔ اور اس پر عمل ہر حال میں کرنا ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے

☆......☆......☆

روزنامہ نوائے وقت ۷ار جنوری ۱۹۹۸ء میں مضمون کی دوسری قسط ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے :

"اسلام میں تو مصلحین کی کوئی گنجائش نہیں البتہ اولیائے کرام کے دم قدم سے دنیا کے کئی ملکوں میں نور اسلام چمکا ہے۔ اب یہ نیک کام علمائے کرام اور اولیائے وقت کرتے رہیں گے"۔

قادری صاحب نے یہ وضاحت نہیں کی کہ امت محمدیہ میں ہزار ہا اولیائے کرام جنہوں نے مسلمانوں میں پیدا ہونے والی خرابیوں کو دور کر کے انکی اصلاح کی تھی ان کو مصلح کیوں نہ کہا اور سمجھا جائے۔ اور یہ بزرگان امت مصلح نہ تھے تو اور کیا تھے؟ آنحضرت ﷺ نے امت محمدیہ میں ہر صدی کے سر پر مجددین کے آنے کی جو خبر دی ہے وہ مجددین اگر مصلح نہیں تو انہیں کیا نام دیا جا سکتا ہے؟۔ وہ کون سے واقعات اور حالات ہوتے ہیں جو کسی ربانی مصلح کا تقاضا کرتے ہیں؟ اب اسلام میں مصلحین کی کوئی گنجائش نہیں تو کیوں؟ کیا فی زمانہ مسلمان کہلانے والے ہر قسم کے روحانی بگاڑ اور اختلافات سے محفوظ ہیں؟ کیا اس دور کے مسلمان "علماء" کی موجوگی میں اسلام اور قرآن کریم پر عمل پیرا ہیں اور اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں؟ کیا 'علماء' کے ہوتے ہوئے اسلام پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنے کے باوجود امت مسلمہ فرقہ در فرقہ تقسیم نہیں ہو چکی؟ اس وقت مملکت اسلامیہ پاکستان میں ہی دہشت گردی اور مذہب کے نام پر جو ظلم و ستم روا رکھا جا رہا ہے اور جو اعمال قبیحہ کئے جا رہے ہیں کیا اکثر و بیشتر علماء ہی اس کے ذمہ دار نہیں ہیں؟ کیا نیک "علمائے کرام" مفقود ہو چکے ہیں یا ان میں اصلاح کی اہلیت نہیں رہی؟ وغیرہ بہت سے سوالات ہیں جن کا جواب قادری صاحب کے ذمہ ہے۔

پھر اگر محمد طاہر مرزا قادری صاحب کا خیال درست ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو خدا تعالیٰ کے پاکیزہ اور عظیم نبی ہیں کے دوبارہ آنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیا وہ 'مصلح' ہونگے یا نہیں؟ اگر وہ مصلح ہونگے تو یقیناً قادری صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کہ "اسلام میں تو مصلحین کی کوئی گنجائش نہیں"۔

☆......☆......☆

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
☆......☆......☆......☆
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

جناب قادری صاحب آنحضرت ﷺ کی عالمگیر نبوت کا اعلان کرنے والی آیات کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں :

"اتنی جامع اور عالمگیر نبوت کے بعد بھی کسی نئے نبی کی ضرورت ہے؟ عیسیٰ بھی حضور علیہ السلام کے خلیفہ کی حیثیت سے دوبارہ تشریف لائیں گے، ماں کے پیٹ سے دوبارہ پیدا نہیں ہونگے"

(روزنامہ نوائے وقت ۱۷ر جنوری ۱۹۹۸ء ص ۱۱)

ان الفاظ کو پڑھ کر تحقیق کرنے والا اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ الفاظ خاص ذہنیت اور تصور کی عکاسی کر رہے ہیں۔ محمد طاہر مرزا قادری صاحب اپنے عقیدہ اور تصورات کو ہر قاری سے بلا جواز اور بغیر دلیل کے منوانا چاہتے ہیں۔ یہ کہ آنے والا مسیح ماں کے پیٹ سے کیوں پیدا نہ ہوگا؟ وہ کس طور پر آنحضور ﷺ کا خلیفہ بنیں گے؟ ان کی خلافت کا اعلان کیسے اور کیونکر ہوگا؟ کیا کبھی پہلے بھی کوئی آسمان سے جسم سمیت نازل ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نازل ہونگے؟ کیا قرآن مجید میں کسی جگہ اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے؟ کیا آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کی کوئی تفصیل بیان کی ہے؟ یہودی عقیدہ اور ان کی الہامی کتب (۲۔ سلاطین باب ۲ آیت ۱۱ کے مطابق ایلیاہ کا آسمان پر جانا اور ملاکی کی کتاب کے مطابق مسیح سے قبل ایلیاہ کا آنا) میں مذکور پیشگوئیوں کے باوجود ایلیاہ حضرت یحییٰ کی شکل میں ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ (متی باب ۱۱ آیت ۱۵ اور باب ۱۷ آیت ۱۰ تا ۱۲) نہ کہ ظاہری شکل میں آسمان سے نازل ہوئے۔ دو ہزار سال سے یہودی ایلیاہ کے منتظر ہیں حالانکہ حضرت عیسیٰ نے اس پیشگوئی کا حل خود بیان فرما دیا ہے۔ اس مثال سے راہنمائی حاصل نہ کرنا شقاوت ہے، سعادت نہیں۔

محمد طاہر مرزا قادری صاحب نے یہ بھی نہیں بتایا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی جامع اور عالمگیر نبوت کے بعد جب کسی نئے نبی کی ضرورت ہی نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ایک قومی نبی تھے انہیں ایک خلیفہ بنا کر واپس لانے میں کیا حکمت ہے؟ جب ضرورت ہی نہیں تو وہ بلا ضرورت کیونکر آئیں گے؟ کیا وہ اپنی پہلی نبوت کا انکار کر کے یہودیوں کی تائید کریں گے یا اپنی نبوت کو جو کہ ایک قومی نبوت ہے پیش کریں گے؟ اگر تمام عالم کی اصلاح کریں گے تو قرآن مجید کی ان آیات کا کیا ترجمہ ہوگا جن میں حضرت عیسیٰ کی آمد کو بنی اسرائیل سے مخصوص کیا گیا ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت ۴۹، المائدہ آیت ۷۲ اور الصف آیات ۶ تا ۱۴ وغیرہ) قرآن کریم حضرت عیسیٰ کو صرف بنی اسرائیل کا رسول بتائے گا جبکہ وہ خود کو آنحضرت ﷺ کی نمائندگی اور خلافت میں عالمگیر۔ کس کو مانیں گے قادری صاحب؟ (شاید کسی کو بھی نہیں)

☆......☆......☆

جناب محمد طاہر مرزا قادری صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں :

"مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش چونکہ برصغیر میں ہوئی ہے اور یہاں حضور علیہ السلام تک رسائی کے چار مستند درویشیا سلسلے ہیں نقشبندی، قادری، سہروردی اور چشتی۔ کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے ان چاروں سلسلوں میں کسی میں بھی بیعت کی؟ اگر کی ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کے مرشد کا نام بتائیں"۔

(نوائے وقت لاہور ۱۷ر جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۱۱)

محمد طاہر مرزا قادری صاحب نے اپنے مسلک کے مطابق چند سلسلوں کا ذکر تو کر دیا مگر یہ نہیں بتایا کہ یہ چار سلسلے الگ الگ کیوں ہیں؟ جبکہ قرآن مجید افتراق اور اختلافات سے منع کرتا ہے (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۳)۔ ان چاروں سلسلوں کے آنحضرت ﷺ تک پہنچانے کی ضمانت کہاں سے ثابت ہے؟ جبکہ موجودہ زمانہ میں ان میں غیر اسلامی اور قرآن مجید کے خلاف حرکات کا ارتکاب پایا جاتا ہے۔

کیا محمد طاہر مرزا قادری صاحب کے نزدیک جب ان کا سچا امام مہدی ظاہر ہوگا تو اس کا ان سلسلوں میں سے کسی ایک کا متبع ہونا ضروری ہوگا؟ اگر امام مہدی نے کسی گدی نشین کے ہاتھ پر بیعت کرنی ہے تو وہ امام مہدی کیسا ہوا؟ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے آنے والے کو مہدی قرار دے کر بتا دیا ہے کہ وہ موعود صرف اور صرف خدا تعالیٰ سے روحانی اور قرآنی علوم اور معارف سیکھے گا۔ وہ براہ راست خدا تعالیٰ سے ہدایت یافتہ ہونگے نہ کہ کسی مولوی یا پیر یا گدی نشین سے فیض پائیں گے۔ خدا تعالیٰ سے علم پانے کی وجہ سے ہی وہ "امام" بنیں گے۔

جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کا دعویٰ ہی یہ ہے کہ **خدا تعالیٰ نے مجھے امام مہدی مقرر فرمایا ہے** تو قادری صاحب کا یہ اعتراض ہی بے معنی اور بے حقیقت ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ حضرت مرزا صاحب کا مرشد کون ہے تو سنئے۔ آپ فرماتے ہیں :

فدا شد در رہش ہر ذرہ من
کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء صفحہ ۱)

اس کی راہ میں میرا ہر ذرہ فدا اور قربان ہے کہ میں نے حضرت محمد ﷺ کے پوشیدہ حسن کو دیکھا ہے۔ اُس کے سوا میں اپنا کوئی استاد نہیں جانتا کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مدرسہ میں ہی پڑھا ہوں۔

☆......حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھتے ہیں :

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق و مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا **حضرت محمد مصطفی ﷺ ہے** جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اُس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں"۔

(تریاق القلوب)

☆......حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ اپنے مرشد کا تعارف ان الفاظ میں کرواتے ہیں :

"اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں......"۔ (براہین احمدیہ)

☆......"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام رسولوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی......"۔ (سراج منیر)

☆......"خداوند کریم نے اسی رسول مقبول کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ ہیں۔"

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(براہین احمدیہ)

اس فارسی شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ میرے ہمنشیں کے حسن و جمال نے مجھ پر اثر کیا ہے وگرنہ میں کیا چیز ہوں، میں تو محض خاک ہوں۔

☆......حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ برملا اقرار کرتے ہیں کہ :

"میں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ **سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا۔ اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے**"۔ (حقیقۃ الوحی)

☆......☆......☆

جناب محمد طاہر مرزا قادری صاحب نے احمدیوں کو کافر ثابت کرنے کے لئے ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ احمدیوں کو مقبوضہ کشمیر جانے کے لئے ویزہ مل جاتا ہے اور ان کا ایک مقامی مشن اسرائیل میں بھی ہے اور انہیں وہاں جانے کے لئے ویزہ کی سہولت ہے لہذا قادیانی کافر ہیں۔

یہ منطق قادری صاحب اور ان کے حواریوں کی سمجھ میں تو آسکتی ہے خدا کا خوف رکھنے والا ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ مقبوضہ کشمیر کا ویزہ مل جانا کفر کی علامت کیسے ہو گیا؟ احمدی ویزہ لے کر جاتے ہیں اور قادری صاحب کے ہم خیال بغیر ویزہ کے چوری چھپے سرحد عبور کرتے ہیں۔ احمدی جہاں اور جس

ملک میں ہوں وہاں کے قانون کا احترام کرتے ہیں۔ جبکہ قادری صاحب کے ہمنوا کلاشنکوف سنبھال کر اپنی اغراض پوری کرتے ہیں۔ قادری صاحب کے ہم خیال علماء ودیگر افراد جو یورپ اور امریکہ وغیرہ جاتے ہیں کیا غیر مسلموں کے ممالک میں جانے سے وہ کافر ہو جاتے ہیں؟ ملک کے وزراء اور دیگر سر کردہ افراد سے متعلق ان کا کیا خیال ہے جو نہ صرف یہود ونصاریٰ اور بت پرستوں کے ممالک کے دورے کرتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ ہاتھ ملاتے، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے اور دوستی کے عہد و پیمان باندھتے ہیں؟ کیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کسی ملک میں جاکر اس کے قانون کی اتباع میں پرامن زندگی گزارتے تھے تو وہ حکومتیں کیا انہیں اجازت نہ دیتی تھیں؟ کیا ہجرت حبشہ اولیٰ و ثانیہ کو قادری صاحب بھلا چکے ہیں؟

فلسطین اور تل ابیب میں اسرائیلی حکومت کے وجود سے سالہا سال قبل جماعت احمدیہ موجود تھی۔ اور وہاں کے مقامی باشندے احمدیت میں شامل ہیں تو یہ احمدیت کے کفر پر دلالت کس طرح کرتا ہے؟ اگر یہود کے علاقہ میں جانا کفر ہے تو قادری صاحب اسلام کے ابتدائی دور میں یثرب میں فروغ اور ترقی پر کیا کہیں گے جہاں یہود آباد تھے۔ بلکہ آنحضور ﷺ یہودیوں کے پاس بنفس نفیس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک یہودیہ کے کھانے کی دعوت پر بھی تشریف لے گئے تھے۔ خدا کے لئے ایسی نامعقول باتیں کرنے سے پہلے کچھ سوچ لیا کریں کہ ان کی زد کہاں پڑے گی؟ سیانوں کا قول ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بھلا ہوتا ہے۔

جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیغام کو تمام بنی نوع انسان تک پہنچانے کی غرض سے قائم ہوئی ہے۔ اسلام کا عالمگیر ہونا جغرافیائی حدود سے ناآشنا ہے۔ ہر قوم اور ہر علاقہ اس کا مخاطب ہے تو احمدیت کا اسرائیل میں جاکر اسلام کا پیغام دینا اس کی صداقت کا ثبوت ہے نہ کہ کذب کا۔ جہاں تک پاکستانی احمدیوں کا اسرائیل میں جانے کا تعلق ہے تو پاکستانی احمدی ملکی قانون کی اتباع میں اسرائیل کا ویزہ ہرگز نہیں لیتے اور نہ ہی وہاں جاتے ہیں۔

جو مسلمان فلسطینی اسرائیل میں رہتے ہیں یا کسب معاش کی غرض سے ہر روز اسرائیلی حدود میں داخل ہوتے ہیں ان کے بارے میں محمد طاہر مرزا قادری صاحب کیا فتویٰ دیں گے۔ وہ عقیدۃً کیا ہونگے؟ مسلمان یا......؟؟

☆......☆......☆

محمد طاہر مرزا قادری صاحب سورۃ الحاقہ آیت ۴۴، ۴۵ کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ:

"اس سورہ مبارکہ میں انبیائے برحق کا ذکر ہے کہ وہ جو بھی وحی بیان کرتے ہیں جھوٹ نہیں بولتے اور یہ اسے اپنے اوپر منطبق کرتے ہیں"۔

کیا خوب نکتہ قادری صاحب نے نکالا ہے کہ اگر انبیاء برحق جھوٹا الہام پیش کردیں تو خدا تعالیٰ انہیں پکڑے گا اور ان کی شہ رگ کاٹ دے گا۔ جو جھوٹے اور کذاب ہیں ان پر اس قانون کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اگر کوئی جھوٹا الہام پیش کرے تو وہ برحق نبی کیسے ہو گیا؟ جھوٹ نے ہی جھوٹا ثابت کردیا۔ برحق نہ رہا۔ اگر سچا نبی ہوتا تو جھوٹا الہام بنا سکتا ہی نہیں۔ جو الہام بنا کر پیش کرے اور فاتر العقل نہ ہو اور تقوّل کے تحت اُس کا کلام آتا ہو تو لازماً وہ شخص اور اس کا سلسلہ برباد ہوگا۔ یہ وعدہ الٰہی ہے۔ قادری صاحب نے بزعم خویش کتاب "آئمہ تلبیس" کا کیا ہی عمدہ حوالہ پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"آئمہ تلبیس" میں لکھا ہے کہ جتنے بھی جھوٹے نبی ہوئے اگر انہوں نے کسی اسلامی ملک میں دعویٰ کیا تو انہیں یقینی طور پر قتل کیا گیا جبکہ غیر مسلم ممالک میں یہ معاملہ دوسرا رہا۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں نے بھی جھوٹا دعویٰ کیا تو انہیں غیر مسلم حکومت نے نہ گرفتار کیا اور نہ قتل کیا بلکہ غیر مسلم حکومت تو ایسے لوگوں کی پشت پناہی کرتی رہی ہے اور اب بھی کچھ ممالک ان کی حفاظت کر رہے ہیں"۔

اس اقتباس میں قادری صاحب موصوف نے تسلیم کیا ہے کہ بانی جماعت احمدیہ قرآن کریم کی سورۃ الحاقہ آیت ۴۴، ۴۵ کی تفسیر کے مطابق ہلاک اور قتل نہیں ہوئے۔ اگرچہ انہوں نے قتل نہ ہونے کی وجہ غیر مسلم حکومت ہونے کو بتایا ہے۔ مگر بھول گئے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم نہیں دیا کہ جسے تم جھوٹا سمجھو اسے قتل کردو۔ بلکہ جھوٹے کی جوابدہی اور سزا اپنے ہاتھ میں رکھی اور فرمایا "ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اس کی شہ رگ کاٹ دیں گے اور تم ہمیں ایسے شخص کو سزا دینے سے روک نہیں سکتے۔ (الحاقہ آیت ۴۵)

کیا قادری صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خدا اسلامی حکومت میں تو اپنے حکم پر عمل کرنے پر قادر ہے مگر غیر مسلم حکومتیں اس کے حکم پر عمل کرنے میں روک بن جاتی ہیں!؟ قادری صاحب کا مزعومہ خدا تو ایسا کمزور ہو سکتا ہے مگر اسلام کا "عَزِیزٌ ذُوانتِقَام" خدا نہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کا سورۃ الحاقہ آیت ۴۴، ۴۵ کے مطابق ہلاک نہ ہونا اور آپ کے سلسلہ کا دن بدن ترقی کرتے چلے جانا ان کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ کی مخالفت میں لکھنے والوں کا یہ عام دستور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی عالمی نبوت اور مقام خاتم النبیین کا ذکر کر کے ہمیشہ کے لئے فیضان نبوت کو بند قرار دے کر عوام الناس پر یہ تاثر قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اب قیامت تک کوئی شخص بھی خدا تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ اور وحی والہام سے مشرف نہیں ہو سکتا نعوذ باللہ اور جو بھی دعویٰ کرے وہ کافر، مرتد اور ختم نبوت کا منکر ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دے کر آپ کی سنت اختیار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے روحانی فیوض پانے کا حکم دیا گیا ہے (سورہ الاحزاب آیت ۲۱) ۔ آنحضور ﷺ کی کامل اتباع کو تمام فیوض کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ٦٩)۔ تمام روحانی فیض اور انعامات کو پانے کے لئے سورۃ الفاتحہ میں صِراطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم کی دعا سکھائی گئی جو نماز کی ہر رکعت میں کی جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے امت مسلمہ کی اصلاح اور ان کے اختلافات کو دور کرنے کے لئے امت مسلمہ میں آنے والے مسیح موعود کو نبی قرار دے کر اس کی آمد کی اہمیت کو بیان فرمایا اور اس پر ایمان لانا لازمی قرار دیا ہے۔

یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ امت مسلمہ کے اختلافات کو دور کرنے کے لئے حضرت عیسیٰؑ کا آنا ضروری ہے اور حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی بلکہ بعض کے نزدیک صاحب شریعت مستقل نبی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ نبی اللہ کا آنا مانتے ہیں اور یہ خاتم الانبیاء کے مقام کے خلاف نہیں بلکہ اتباع میں جانتے ہیں۔ اور بھول جاتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے آخری زمانہ میں امت مسلمہ کو ہی ان کی بداعمالیوں میں یہود کی مشابہت کی وجہ سے یہودی قرار دیا ہے تو ان یہودیوں کی اصلاح کے لئے آنے والے کا نام عیسیٰ بن مریم رکھ دیا تو اختلاف کی کون سی بات ہے۔ نہ یہودی پرانے نہ مسیح پرانا۔ یہودی تمثیلی ہیں تو مسیح بھی تمثیلی ہی ہونا چاہیئے نہ کہ یہودی تو تمثیلی ہوں اور ان کی اصلاح کرنے کے لئے پہلے والا مسیح آجائے۔

یہ ایک بنیادی حقیقت ہے جس میں ایک ذرہ بھی شک کی گنجائش نہیں کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت پر ایمان رکھتا ہے جو قیامت تک جاری ہے۔ جس کے فیض سے ہی کسی کو روحانی فیضان مل سکتا ہے ورنہ ہلاکت اور گمراہی ہے۔ ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی اور آنحضرت ﷺ کا غلام مانتے ہیں۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ خود وضاحت فرماتے ہیں:

"میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح

(تتمہ حقیقۃ الوحی)

کتاب حقیقۃ الوحی میں ہی پہلے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ لیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی تھی۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپؐ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری نبوت آنحضرت ﷺ کی ظل ہے۔ نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے"۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ کے واضح اعلانات کے باوجود لوگوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے آپ کی طرف مستقل براہ راست نبوت کا دعویٰ منسوب کرتے چلے جانا تقویٰ کی راہ نہیں۔

☆......☆......☆

جناب محمد طاہر مرزا قادری صاحب نے اپنے مضمون کو اس بات پر ختم کیا ہے کہ امام مہدی علوی ہاشمی قریشی ہیں۔ جن کا شجرہ بی بی فاطمہؓ کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ تک پہنچتا ہے۔ "کیونکہ امام مہدی بذات خود سرور کونین ﷺ کے نسلی نواسے ہیں اس لحاظ سے بھی یہاں مغلوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں"۔ یہ الفاظ ہی اس بات کی عکاسی کر رہے ہیں کہ محمد طاہر مرزا قادری صاحب کے ذہن میں امام مہدی کی شخصیت شیعہ عقیدہ کی طرح معین ہے جس کا نام لئے بغیر بات کر رہے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے سورۃ الجمعہ کے نزول کے وقت "وَ آخَرِینَ مِنھُم لَمَّا یَلحَقُوا بِھِم" کے بارے میں سوال کرنے پر حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ "اگر ایمان سطح زمین کو چھوڑ کر آسمان کی بلندیوں پر پرواز کر گیا تو ان میں سے ایک شخص ایمان کو دوبارہ زمین پر قائم کرے گا۔ (البخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

یہ واضح حقیقت ہے کہ حضرت سلمانؓ "سلمان منا اھل البیت" (سلمان ہم میں سے اہل بیت سے ہے) کا خطاب پانے کے باوجود نہ ہاشمی تھے نہ قریشی بلکہ عجمی کے عجمی رہے۔ البتہ روحانیت میں وہ مقام پایا کہ خدا کے رسولؐ نے اُسے اپنے خاندان نبوت کا فرد قرار دیا۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ ایمان کو سطح ارض سے غیب ہونے کے بعد نبی ہی دوبارہ قائم کر سکتا ہے۔ کوئی دوسرا نہیں۔ احادیث کے مطابق یہ شرف حضرت امام مہدیؑ کو حاصل ہوگا۔ بخاری کتاب التفسیر کی یہ حدیث تو امام مہدی کے عجمی اور فارسی الاصل ہونے کی طرف اشارہ کر رہی ہے نہ کہ قادری صاحب کے خیال کی تائید۔

☆......☆......☆

آخر پر میری جناب محمد طاہر مرزا قادری صاحب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ہمیں کوئی کافر ہے یا نہیں کی بحث میں پڑنے کی بجائے قرآن مجید اور احادیث رسول کریم ﷺ کی روشنی میں صداقت کی جستجو کرنی چاہیئے۔ قرآن عظیم نے صداقت اور سچائی کو پرکھنے کا جو اصول بیان کیا ہے اس پر آزمانا چاہیئے۔ پھر یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ متعلقہ فرد یا جماعت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا سلوک کیا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری اور کذاب کو کبھی کامیابی عطا نہیں فرماتا (سورۃ الانعام آیت ۲۱، ۹۳، ۱۴۴۔ سورۃ یونس آیت ۱۷ اور سورۃ الکہف آیات ۱۵، ۵۷ اور سورۃ العنکبوت آیت ٦۸) ورنہ خدا تعالیٰ کے محبوب سچے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والے بھی کافی باتیں بنایا کرتے تھے اور انبیاء علیہم السلام کی ذلت پر اعتراض کر کے اپنے انکار کا جواز نکال لیا کرتے تھے۔ (سورۃ الفرقان آیت ۷ اور آیت ۲۰)۔

پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اٹھ جائے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار

Watch Huzur everyday on Intelsat
Get Connected !!
NEW NEWS
SUPER OFFER
Zee-TV Cards
Pay for 10 Months
watch for 12 Months
This offer ends on 10th May
Dec.Rec.LNB & Dish are available
just call Saeed A.Khan
Tel: 00-49 -8257 1694
Fax: 00-49 -8257 92882
Helpline: 0049 1713435840 (Germany)
Authorised ZEE TV (Agent)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کر سکتے ہیں :

mahmud@btinternet.com

مقدس کفن

کہا جاتا ہے کہ چودہ فٹ لمبے اور چار فٹ چوڑے کپڑے کے ایک ٹکڑے میں (جسے مقدس کفن کا نام دیا گیا ہے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقدس جسم کو اس وقت لپیٹا گیا جب صلیب سے اتار کر آپؑ کے رِستے ہوئے زخموں پر مرہم لگائی گئی تھی- چنانچہ ان دواؤں، جسم سے بہتے ہوئے خون اور دیگر حالات کے زیر اثر اس کپڑے پر بعض ایسے نشانات ابھر آئے جن سے بعد میں ایک انسانی شبیہ نمودار ہوئی-

۱۸۹۸ء کا سال اس لئے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ اس سال پہلی بار مقدس کفن کی تصویر لی گئی اور یہ ثابت ہو گیا کہ مقدس کفن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کا حامل ہے اور مزید تحقیق نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ حضرت عیسیٰؑ کو جب مقدس کفن میں لپیٹا گیا تو آپؑ زندہ تھے اور آپکے زخموں سے خون رِس رہا تھا- ...... کیرالہ (انڈیا) سے انگریزی زبان میں شائع ہونے والے سہ ماہی "مینارۃ" دسمبر ۹۷ء کا شمارہ مقدس کفن کے موضوع پر جدید تحقیقات سے مزین ہے-

مذکورہ شمارہ میں بعض دوسرے سائنسی امور کے بارے میں بھی قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مختلف مضامین شامل اشاعت ہیں- مواد اور پیشکش کے لحاظ سے یہ ایک عمدہ رسالہ ہے-

-......☆......☆......☆......-

ایک صحرائی سفر

پاکستان کے صوبہ سندھ کے طویل صحراؤں میں دین اور انسانیت کی محبت میں سفر کرنے والی ایک خاتون مکرمہ سلمیٰ خالد صاحبہ کی آپ بیتی مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کے قلم سے (ماہنامہ مصباح کی ایک اشاعت کے حوالے سے) روزنامہ "الفضل" ربوہ یکم جنوری ۹۸ء کی زینت ہے- وہ اپنے سفر کا حال یوں بیان کرتی ہیں کہ بستر اور ایک مہینے کا کھانے پینے کا سامان ہم نے ہمراہ لیا اور پہلا پڑاؤ ریگستان کے کنارے پر واقع 'نواں کوٹ' میں مورانی صاحب کے گھر میں ڈالا جو بہت بہادر اور مہمان نواز احمدی ہیں، آپؑ نے ہندوؤں میں سے قبول اسلام کی سعادت پائی ہے......-

ریگستان کا سفر عجیب تھا- سامان سے لدے ہوئے ٹرکوں کے اوپر دھوپ میں مسافر بیٹھے تھے- کئی کئی دن کے بعد کہیں کوئی کچی آبادی نظر آتی تھی- ایک دفعہ 'مٹھی' میں رُکے، جہاں لڑکیوں کا کالج اور سکول بھی ہے، پانی کی بہت دقت ہے گہرے کنوئیں ہیں جن میں سے اونٹ یا چار چار گدھے مل کر رسہ کھینچ کر پانی کا بڑا سا ڈول نکالتے ہیں-......

آگے سفر شروع ہوا تو ایک پرانا قلعہ بھی دیکھا جس میں ایک طویل سرنگ ہے- یہاں قدیم آرین لوگ آباد ہیں اور ہندوؤں میں ذات پات کی شدت سے پابندی ہے حتّٰی کہ شودر اقوام بھی آپس میں چھوت چھات کرتی ہیں- مسلمان بھی اعلیٰ ذات کے ہندوؤں سے تعلقات رکھتے ہیں لیکن نیچی ذات کا کوئی ہندو اگر اسلام قبول بھی کرنا چاہے تو اس کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں-

ایک ایسا گاؤں تھا جس کے درخت بہار کی آمد کے ساتھ ہی پھولوں سے لد جاتے تھے، یہ ہماری منزل تھا- یہاں لوگ بڑے سے رقبہ کے ارد گرد خار دار جھاڑیوں کی باڑھ بنا لیتے ہیں اور مٹی کی دیواریں کھڑی کر کے جھاڑیوں اور گھاس کی چھت اِس خوبی سے ڈالتے ہیں کہ اندر پانی نہیں ٹپکتا- اس میں کوئی کھڑکی یا روشندان نہیں ہوتا- کھانے پینے کا سامان رکھنے کیلئے تنور کی قسم کی گھڑا نما چیز 'پڑولی' بنا لیتے ہیں- گھر صاف اور لپائی کئے ہوئے ہوتے ہیں- صحن میں ایک چبوترا عام اٹھنے بیٹھنے کیلئے بنایا جاتا ہے- لوگ آپس میں لڑائی جھگڑا بالکل نہیں کرتے، چوری بالکل نہیں ہوتی- فصل اچھی ہو تو یوں گزارا کر لیتے ہیں ورنہ کئی کئی دن کا دشوار گزار سفر طے کر کے شہروں میں محنت مزدوری کرنے نکل جاتے ہیں- مہمان نواز ہیں اور مہمان کو چارپائی پر بٹھا کر خود زمین پر بیٹھتے ہیں- شادی کے وقت لڑکی کو ایک لباس سسرال اور ایک میکے کی طرف سے ملتا ہے جس میں پندرہ گز کپڑے کا گھاگرہ شامل ہوتا ہے- عورتیں زیور میں سونے کی نتھ اور چاندی کے نصف نصف کلو تک کے زیور پہنتی ہیں- گلے میں موتیوں کا گلوبند اور ہاتھوں میں پلاسٹک کی ایک سو دس چوڑیاں بھی پہنی جاتی ہیں اور یہ زیور ہر وقت پہنے رکھتی ہیں- عام غذا ایں سخت کھردری موٹی روٹی اور لسی ہے- سبزی کی بجائے کیکر کی پھلیوں یا جڑی بوٹیوں سے بھجیا بنائی جاتی ہے- دودھ بیچنا معیوب سمجھتے ہیں، جس کو ضرورت ہو دوسرے سے لے لیتا ہے- ...... وہاں سانپ اور بچھو بہت ہیں- میں تو سر شام ہی ایک چارپائی پر اپنا سامان اور جوتا رکھ کر دوسری چارپائی پر بیٹھ جاتی تھی- میرے شوہر کو سو ٹانگوں والے رینگنے والے کیڑے نے کاٹ لیا- یہ کیڑا بدن میں اپنی ٹانگیں جما لیتا ہے اور کاٹ کر بھی گھسا رہتا ہے- گرم کوئلہ دکھائیں تو چھوڑتا ہے- بڑا تکلیف دہ علاج ہے- اپنی آنکھوں سے صحرائی سانپ بچھو چلتے پھرتے دیکھنا بہت عجیب لگتا ہے-

وہاں کی عورتیں جو بالکل اَن پڑھ اور جہالت کی تقدیر پر قانع تھیں، انہیں ذہنی طور پر دین سیکھنے پر آمادہ کرنا بڑا مرحلہ تھا- پہلے انہیں انکی زبان میں ہی اللہ تعالیٰ کی صفات سے روشناس کیا- پھر دوسرے مسائل کی طرف توجہ دی- غیر مردوں سے بات کرنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتیں- ان کو خیال بھی نہیں تھا کہ پردے کے پیچھے بیٹھ کر تقریر اور خطبہ سنا جا سکتا ہے- چنانچہ میری تحریک پر پہلے جمعے کوئی عورت نہ آئی، پھر بتدریج اضافہ ہونے لگا- اسی طرح انہیں عورتوں کے مسائل سے آگاہ کیا اور بچوں کو معلم کے پاس بھجوانے کی ترغیب دی......"-

-......☆......☆......☆......-

ہومیوپیتھی اور جماعت احمدیہ

روزنامہ "الفضل" ۲؍جنوری میں شامل اشاعت ایک مضمون میں ہومیوپیتھک ڈاکٹر مکرم وقار منظور بسرا صاحب ہومیوپیتھی اور اسکے بانی ہائنمن کا تعارف کروانے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھی کو عروج حضرت مسیح موعودؑ کی حیات مبارکہ میں نصیب ہوا اور تمام بنیادی کام مکمل ہوا- جس میں ڈاکٹر ایلین کا بارہ جلدوں کا انسائیکلوپیڈیا (۱۸۷۴ء)، ہیرنگ کا دس جلدوں کا میٹریا میڈیکا (۱۸۷۹ء)، ڈاکٹر ہیل کی دل کے امراض پر کتاب (۱۸۷۵ء)، ڈاکٹر ریو کی بچوں کی امراض کی مستند تصنیف (۱۹۰۶ء)، ڈاکٹر ہنری کی عورتوں کی امراض کے بارے میں کتاب بھی اسی دور میں لکھی گئی، پیٹ کی تکالیف پر جیمز بیل کی کتاب (۱۸۶۹ء)، مختلف بخاروں پر ڈاکٹر ایلین کی مستند ترین کتاب (۱۸۷۹ء)، ڈاکٹر کینٹ کا میٹریا میڈیکا (۱۹۰۴ء) شامل ہیں-

گزشتہ صدی میں ہومیوپیتھی میں ہونے والا تقریباً تمام کام عیسائیوں کے ایک فرقہ "سویڈن بور جینز" نے کیا- یہ فرقہ روحانیت کی طرف رجحان رکھتا تھا اور الہام کا قائل تھا اسلئے اسے ہومیوپیتھک فلسفہ سمجھنے میں زیادہ دقّت پیش نہ آئی-

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ہومیوپیتھی پر بھی زوال شروع ہو گیا اور پھر وہ وقت بھی آیا جب امریکہ میں (جو ہائنمن کی وفات کے بعد ہومیوپیتھی کا مرکز بن چکا تھا) کوئی ہومیوپیتھی ہسپتال یا کالج نہ رہا- ...... لیکن اب چند سالوں سے ایک انقلاب کی سی کیفیت پیدا ہو رہی ہے- یہ بھی خوشکن اتفاق ہے کہ ہائنمن کی بنیادی تصنیف آرگینن اور میڈیسن کے آخری ایڈیشن کا مکمل انگریزی ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا یعنی اسی سال جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ مسند خلافت پر متمکن ہوئے-

-......☆......☆......☆......-

صبر واستقامت اور اطاعت امام

مکرم محمد ضیاء الحق صاحب اپنے مکتوب مطبوعہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳؍جنوری ۹۸ء میں اپنے تایا زاد بھائی محترم عزیز احمد صاحب کیلئے درخواستِ دعا کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ میرے والد محترم منشی نبی بخش صاحب نے ۱۹۲۴ء میں احمدیت قبول کی لیکن کسی طرف سے آپکی کوئی مخالفت نہ ہوئی- آپ قادیان سے کتب منگوایا کرتے تھے جو میرے تایا کے زیر مطالعہ بھی رہا کرتیں- میرے تایا مکرم چودھری غلام محمد صاحب ۳۵ء میں سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو ضلع میں ڈپٹی کمشنر کی مشاورتی کمیٹی کے رکن بنے اور پھر زمینداروں کے قرضہ جات کے مصالحتی بورڈ میں منصف ہو گئے- آپکے بیٹے محترم عزیز احمد صاحب جماعت دہم میں تھے اور میں جماعت ششم میں جب ایک دن سکول کا کام کرتے ہوئے انکی فرمائش پر کھانے کیلئے کچھ لینے میں گھر گیا تو واپسی پر اچانک اباجان تشریف لے آئے جن کے دریافت کرنے پر میں نے فوراً میز پر سے ایک کتاب اٹھا کر کہا کہ یہ کتاب لینے آیا تھا- کتاب کا نام تھا "حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے"- واپس آکر یہ واقعہ بھائی عزیز صاحب کو سنایا اور کتاب انہیں دی- انہوں نے پوری کتاب پڑھ ڈالی اور خاموش لیٹ گئے- کچھ دیر بعد جب ہم مسجد جا رہے تھے تو مسجد کے کونے پر پہنچ کر وہ یکایک رُک گئے، چند لمحے خاموش رہنے کے بعد انہوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر کہا "ضیاء تم گواہ رہنا کہ آج سے میں احمدی ہوں"- بھائی عزیز احمد میٹرک کر کے کپورتھلہ کالج چلے گئے اور گرمیوں کی چھٹیوں میں گھر آئے تو اعلان کر دیا کہ وہ بھی احمدی ہیں- تایا جان نے پہلے تو سمجھایا اور آخرکار گھر چھوڑ جانے کا کہا- اس پر بھائی عزیز اباجان کے مشورہ سے قادیان چلے گئے-

بھائی عزیز احمد اپنی بہن کی وفات کے بعد اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے چنانچہ اس صدمہ سے والدہ کی بینائی مسلسل آنسو بہاتے بہاتے ختم ہو گئی اور آخر والد نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں بیٹے کی واپسی کیلئے پیغام بھیجا- اور بھائی عزیز واپس آ گئے- کئی سال بعد آپکے والد کو بھی قبول احمدیت کی سعادت عطا ہو گئی-

جب بھائی عزیز BA کر چکے تو میں نے انہیں ملازمت کے لئے دہلی آنے کی ترغیب دی- جب دہلی میں حضرت مصلح موعودؓ کے جلسے میں بعض شرپسندوں نے حملہ کیا اور حضورؓ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک سو نوجوان اٹھیں اور زنانہ جلسہ گاہ کا گھیرا ڈال لیں ...... تو بھائی عزیز جو سخت قسم کی خونی پیچش سے نڈھال تھے لڑکھڑاتے ہوئے باہر جانے لگے- میں نے روکنے کی کوشش کی تو سختی سے کہا کہ تم نے حضرت صاحب کا ارشاد نہیں سنا- ...... جب وقف کی تحریک ہوئی تو آپ نے بھی لبیک کہنے کی سعادت پائی- قیام پاکستان کے بعد ابھی جودھامل بلڈنگ میں ہی تھے کہ آپ کو ہلکا بخار شروع ہو گیا، یہ بیماری بڑھتی گئی لیکن آپ نے خدمت جاری رکھی- جب حضورؓ بغرض علاج یورپ تشریف لائے تو بھائی عزیز کو بھی ازراہ شفقت علاج کے لئے ہمراہ لے آئے-......

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

01/05/98 - 07/05/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 8th May 1998 *10 Muharrum*

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40	Children's Corner : Let's Learn Salat. Lesson No. 2
01.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 227, (R)
02.05	Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 38
03.00	Urdu Class - Lesson 235, (R)
04.00	Learning Dutch - Lesson 13 pt2
04.30	Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 123 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40	Children's Corner : Let's Learn Salat, Lesson No.2.
07.00	Pushto programme.
07.20	Durr-E-Sameen, correct pronounciation of Nazms.
07.50	From the Archives - Speech by Maulana Abdul Ata Jalandri Sahib. Jalsa Salana 1968
08.10	Liqaa Ma'al Arab - Session 227, (R)
09.15	Urdu Class - Lesson 235 (R),
10.20	M.T.A. Variety. Speech by Prof. Abdul Jalil Sahib Jalsa Qadian 1996
11.10	Computers for Everyone p58
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.40	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon, Live
14.05	Bengali Programme: Welcoming Address of Jalsa 1998
14.35	Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec. 04/05/98
15.35	Liqaa Ma'al Arab with Huzoor Session no.—Rec. 05/05/98
16.40	Friday Sermon, 08/05/98 (R)
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class - (New) Rec. 06/05/98
19.45	German Service: Willkommen in Deutschland, Die Kleine.welt der Talente
20.50	Children's class no.79 part1
21.20	Medical Matters Host: Dr. Majeeb-ul-Haq Sahib Topic: Water and Food. Rec. 29/09/94
21.50	Friday Sermon 08/05/98 (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec.04/05/98

Saturday 9th May 1998 *11 Muharrum*

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.40	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 79, Part 1
01.15	Liqaa Ma'al Arab - Rec.05/05/98
02.20	Friday Sermon 08/05/98 (R)
03.25	Urdu Class Rec.06/05/98
04.25	Computers For Everyone -Part 58 (R)
04.55	Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec.04/05/98
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 79, Part 1
07.15	Saraiki Programme Friday Sermon of 26/09/97 by Huzoor Saraiky translation
08.15	Medical Matters
08.50	Liqaa Ma'al Arab Rec.05/05/98
09.55	Urdu Class Rec.06/05/98
11.00	Documentary Presented by Fuzail Mohammed Sahib
11.15	M.T.A. Variety - Speech of Jalsa Salana, Qadian, 1996
12.00	Tilawat, News
12.35	Learning Swedish - Lesson 15
12.55	Indonesian Hour: Tilawat, Dars Hadith and Malfoozat, Feature: Cianjur
13.55	Bengali Programme: The Glorious Qur'an from The Promised Mesiah (A.S.)
14.55	Children's Mulaqat with Imam sb. - Rec 09/05/98
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Rec.06/05/98
17.25	Arabic programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.25	Urdu Class, Rec. 08/05/98
19.25	German Service: Sports, Der Diskussionskries, Nazm
21.55	Question & Answer Session Rec.18/04/98
22.30	Children's Mulaqat with Imam sb. - New Rec.09/05/98 (R)
23.35	Learning Swedish - Lesson 15

Sunday 10th May 1998 *12 Muharrum*

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.45	Children's Corner: Bait Bazee. Rabwah vs. Karachi.
01.10	Liqaa Ma'al Arab - 07/05/98(R)
02.15	Canadian Horizons - Majlis-E-Irfan with Huzoor in Canada part2
03.10	Urdu Class Rec. 09/05/98
04.15	Learning Swedish - Lesson 15(R) Children's Mulaqat with Imam sb.
04.50	Children's Class With Huzoor. Rec 09/05/98
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30	Friday Sermon - 08/05/98 (R)
07.35	Question & Answer Session, Rec.18/04/98
09.15	Liqaa Ma'al Arab - 07/05/98
10.20	Urdu Class Rec. 08/05/98
11.30	M.T.A Variety
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese Lesson no.79
13.00	Indonesian Hour: Friday Sermon of 10/01/97 by Huzoor
14.10	Bengali Programme: Fulfilment of Religion in Islam.
15.05	Mulaqat with Huzoor with English speaking friends Rec. 10.05.98
16.10	Liqaa Ma'al Arab - 07/05/98
17.25	African Programme: Uganda, 'Pearl of Africa'.
18.05	Tilawat ,Seerat un Nabi
18.30	Urdu Class No.09/05/98
19.45	German Service: Ihre Fragen, Buch Gottes
20.45	Children's Corner - Waqfeen-e-Naue programme.
21.35	Dars-ul-Quran (No.15) 1997 By Huzoor- Rec.27/01/97 Fazl Mosque , London
22:45	Documentary "Holland"
23.40	Learning Chinese Lesson no.79

Monday 11th May 1998 *13 Muharrum*

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50	Children's Corner: Waqfeen-e-Naue programme
01.30	Liqaa Ma'al Arab Rec. 07/05/98
02.35	M.T.A U.S.A Production.
03.15	Urdu Class Rec. 09/05/98
04.30	Learning Chinese Lesson no.79
04.50	Mulaqat With Huzoor with English Speaking Friends
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50	Children's Corner - Waqfeen-e-Naue programme
07.30	Dars-ul-Quran (No. 15) 1997 By Huzoor Rec.27/01/97 Fazl Mosque, London
09.10	Liqaa Ma'al Arab - Rec 07/05/98
10.25	Urdu Class. Rec. 09/05/98
11.30	Sports: 'Bari'
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian - Lesson 55
13.00	Indonesian Hour: Philosophy of the teachings of Islam part6
13.55	Bengali Programme - Let's Learn Salat , More.....
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 124
16.05	Liqaa Ma'al Arab - Session No. 228. Rec. 21/11/96 (R)
17.20	Turkish Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.35	Urdu Class - Lesson 236
19.40	German Service: Nazam, Begegnung mit Huzoor, Mach mit.
20.40	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 79, Part 2
21.10	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 124 (R)
23.25	Learning Norwegian - Lesson 55

Tuesday 12th May 1998 *14 Muharrum*

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 79, Part 2(R)
01.15	Liqaa Ma'al Arab - Session no.228 Rec.21/11/96
02.15	Sports: "Bari" (R)
02.50	Urdu Class Lesson 236
03.55	Learning Norwegian - Lesson 55
04.25	M.T.A Variety Speech by Dr. Lateef Ahmad Qureshi
04.45	Homoeopathy Class With 124
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 79, Part2
07.20	Pushto Programme - Friday Sermon of 11/10/96 by Huzoor
08.30	Islamic Teachings
09.05	Liqaa Ma'al Arab - Session 228 Rec. 21/11/96 (R)
10.05	Urdu Class - Lesson 236 (R)
11.15	Medical Matters 'Dental Problems No.3'
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French, Lesson No. 1
13.05	Indonesian Hour: Friday Sermon of 17/01/97 by Huzoor
14.05	Bengali Service: Speech by National Ameer Sahib.
15.10	Tarjumatul Quran Class with Huzoor
16.15	Liqaa Ma'al Arab - Session no.225 Rec.14/11/96
17.20	Norwegian Programme
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30	Urdu Class - Lesson 237,
19.30	German Service: Lies Mal !, IQ, Nazam
20.30	Children's Corner :Let's Learn Salat No.3
21.00	M.T.A Variety Seerat Sahaba Hadhrat Masih-e-Maud A.S
21.40	Around The Globe - Hamari Kaenat No.123
22.05	Tarjumatul Quran Class with Huzoor. Rec. 12/05/98
23.10	Hikayat-e-Shereen (N)
23.25	Learning French No.1

Wednesday 13th May 1998 *15 Muharrum*

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.40	Children's Corner : Let's Learn Salat No.3
01.05	Liqaa Ma'al Arab No.229
02.05	M.T.A Variety
02.35	Medical Matters
03.10	Urdu Class No.237
04.10	Learning French No. 1
04.40	Hikayat-e-Shereen
04.50	Tarjumatul Quran Class
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45	Children's Corner: Let's Learn Salat No.3
07.10	Swahili Programme
08.05	Around The Globe -Hamari Kaenat No.123 (R)
08.30	M.T.A Variety
09.15	Liqaa Ma'al Arab No.229
10.15	Urdu Class no.237
11.15	Conversation
12.05	Tilawat, News
12.45	Turkish programme No. 8
13.15	Indonesian Hour: Qassedah, Dars Malfoozat, More......
14.20	Bengali Programme - Friday Sermon of 01/11/97 by Huzoor
15.20	Tarjumatul Quran class with Huzoor. Rec. 13/05/98
16.25	Liqaa Ma'al Arab No.230 Rec.27/11/96
17.30	French programme
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30	Urdu Class No.238 55Rec. 22/12/96
19.30	German Service: Rush Rush, Das Nahprogramme
20.35	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.80 part1
21.05	Al-Maidah
21.25	Perahan
22.00	Tarjumatul Quran class with Huzoor Rec.13/05/95
23.25	Arabic programme Summary of Homoeopathy class

Thursday 14th May 1998 *16 Muharum*

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.40	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.80 part1 (R)
01.10	Liqaa Ma'al Arab No.230
02.10	Canadian programme Tech Talk, No.1
02.45	M.T.A. Variety
03.20	Urdu Class No.238
04.20	Turkish programme
04.50	Tarjumatul Quran Class with Huzoor
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.80 part1(R)
07.15	Sindhi Programme Friday Sermon of 02/02/96 by Huzoor
08.20	Al-Maidah
08.40	Liqaa Ma'al Arab No.230
09.50	Urdu Class No.238
10.50	Quiz - History of Ahmadiyyat No.40
11.30	Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms, No.8
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch Lesson no.14 part1
13.00	Indonesian Hour: Nazm, Pidato JS'97
14.00	Bengali Service: Meeting two Hafiz-e-Quran. Rubber Plantation, More....
15.00	Homoeopathy Class No.125 With Huzoor
16.05	Liqaa Ma'al Arab No.231
17.10	Bosnian Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30	Urdu Class No.239
19.30	German Service: Rush Rush, Zeit Zum Duskulieren
20.35	Children's Corner: Let's Learn Salat, No.4
21.00	From The Archives- Speech.
22.00	Homoeopathy Class No.125 with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.05	Learning Dutch Lesson no.14 part1
23.35	Speech by Sayed A. Sulaiman Sahib.

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:
English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, May 8, 1998 No. 19

قابل غور

کتب و رسائل اور اخبارات سے چند مفید اقتباسات

(عبدالسمیع خان۔ ربوہ)

ختم پڑھنے کا طریق

جناب سیف الرحمٰن الفلاح صاحب ملاؤں کی جاری کردہ بدعات کا ذکر کرتے ہوئے مولویوں کے ختم پڑھنے کا طریق یوں بیان کرتے ہیں کہ "ختم پڑھنے والے ایک آدمی سے دریافت کیا کہ تم ختم میں کیا پڑھتے ہو۔اس نے بتایا سب سے پہلے چاروں قل پڑھے جاتے ہیں پھر "ختم الله علی قلوبهم" والی آیت پڑھی جاتی ہے اور آخر میں "خاتم النبیین" والی آیت پڑھ کر تمام فوت شدگان کی ارواح کو ثواب پہنچایا جاتا ہے۔اس کا نام ختم ہے۔ بتاؤ اس میں کونسی بری بات ہے جس کی وجہ سے تم ختم کے نام سے چڑتے ہو اور برا مناتے ہو؟۔یہ نیکی کا کام ہے۔پھر اس سے پوچھا کہ ان دو آیات کا ختم سے کیا تعلق ہے؟ پہلی آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی اور دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سب سے آخری پیغمبر ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔وہ کہنے لگا کہ اس کے معانی اور مفہوم کا تو مجھے کوئی علم نہیں۔البتہ اتنا علم ہے کہ ان دو آیات میں ختم کا ذکر آیا ہے بنابریں ختم پڑھنا جائز اور کار ثواب ہے۔

غور فرمائیں! علماء سوء نے عوام کو قرآنی آیات کا غلط مطلب اور مفہوم بتا کر کس قدر گمراہ کر رکھا ہے۔اس بیچارے کو اتنا بھی علم نہیں کہ ختم کے معنی مہر لگانے کے ہیں۔اب عوام یہ سمجھتے ہیں کہ ان دو آیات میں ختم کا لفظ آیا ہے۔بنابریں ختم ضرور پڑھنا چاہئے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور، ۲۸/ نومبر ۱۹۹۷ء صفحہ ۹)

ضمناً یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ختم کے اصلی معنی کیا ہیں جیسا کہ مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"اس بیچارے کو اتنا بھی علم نہیں کہ ختم کے معنی مہر لگانے کے ہیں"۔

☆......☆......☆

اخلاقی تباہی

میمونہ لطیف فیصل آباد نے ڈش انٹینا کے پروگراموں پر تبصرہ کیا ہے اور اپنے خط بعنوان "ڈش انٹینا۔ایک گناہ" میں جو نوائے وقت میں شائع ہوا ہے۔ لکھتی ہیں:

"مکرمی! ہمارے ملک کو اخلاقی طور پر تباہ کرنے کی کوشش میں ایک اضافہ ڈش انٹینا ہے جس کے اثرات سے ہماری نئی نسل ذہنی طور پر مفلوج ہو رہی ہے۔جس قدر بے حیا پروگرام ڈش پر دکھائے جاتے ہیں اس کا تصور بھی ایک مسلمان کے ذہن میں آنا گناہ ہے"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸/ جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۷)

ایسے تمام دردمند لوگوں کو بشارت ہو کہ آج ایم ٹی اے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ڈش انٹینا کو نیکی اور بھلائی اور برکت پھیلانے کا وسیلہ بنا دیا ہے اور دنیا کے کناروں تک اس کے ذریعہ عظیم روحانی انقلاب برپا ہو رہے ہیں۔

☆......☆......☆

ڈاکٹر عبدالسلام کی قدر نوازی

پاکستان کے ایک گمنام سائنس دان

سراج الدین ظفر کے انٹرویو سے اقتباس:

سوال: ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟

جواب: بہت ذہین آدمی تھے لیکن ہمارے ملک نے ان سے کام نہیں لیا۔ہم ان کی صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ وہ پاکستان کے لئے بہت کچھ کرنا چاہتے تھے ان کی حوصلہ افزائی نہیں ہوئی۔وہ تو پھر بھی بڑے آدمی تھے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ مجھ جیسا عام آدمی کتنے دھکے کھا رہا ہے۔

سوال: انہوں نے کیا آپ کو اپنے پاس بلانے کے لئے خط بھی لکھا تھا؟

جواب: ان کی قدر نوازی ہے۔انہوں نے اتنی دور سے مجھے خط لکھا اور کہا آپ اپنی تھیوری مجھے لکھ کر بھیجیں اور ڈیمانڈ بتائیں لیکن میں اپنی حب الوطنی کی وجہ سے ان کے پاس نہیں گیا اور اب ٹھوکریں کھا رہا ہوں۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور نومبر ۱۹۹۷ء صفحہ ۶۲)

☆......☆......☆

ہمارا کلچر

سعید آسی اپنے کالم بیٹھک میں لکھتے ہیں:

ہمارا کلچر تو سراسر منافقت، دھوکہ دہی، فریب کاری، ظاہری نمود و نمائش، ہیرا پھیری، تفاخرانہ انداز والی کرپشن اور کھلی دھاندلی والا کلچر ہے۔ہمارے سیاستدانوں سے عام شہری تک اسی کلچر کے رسیا نظر آتے ہیں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۹/ جنوری ۹۸ء)

یہ ساری علامتیں تو ایمان اٹھ جانے کی علامتیں ہیں اس لئے اس معالج کی تلاش کرنی چاہئے جس کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی۔

طریق حفاظت

وحید نذیر صاحب سمن آباد لاہور نے دہشت گردی سے بچنے کے لئے اپنے امام مسجد کا طریق بیان کیا ہے جو نوائے وقت لاہور میں ایڈیٹر کی ڈاک میں شائع ہوا ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

"مکرمی! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیسے مسلمان تھے جنہوں نے دوسرے روزے دار مسلمانوں کو رمضان کے مہینے میں بلاوجہ قتل کر دیا۔اس واقعہ کا کسی اور پر اثر ہوا نہ ہوا مگر ہمارے امام مسجد پر بہت زیادہ ہوا ہے اور انہوں نے اعلان کیا ہے کہ کیونکہ ہماری مسجد چوکیدار افورڈ نہیں کر سکتی اس لئے جماعت کھڑے ہوتے ہی مسجد کا دروازہ بند کر دیا جائے گا تاکہ کسی ناخوشگوار واقعہ کا مقابلہ کیا جا سکے۔اس لئے تمام نمازی وقت سے کچھ پہلے تشریف لائیں"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸/ جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۷)

☆......☆......☆

دین کا معاملہ

کالم نگار اثر چوہان اپنے کالم سیاست نامہ میں لکھتے ہیں:

"روایت یہ ہے کہ نپولین مسلمان ہونا چاہتا تھا اور جب اس نے علمائے مصر سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو علماء کی طرف سے کہا گیا کہ "مسلمان ہونے سے پہلے ختنہ کرانا ہوگا"۔

نپولین نے کہا میں کلمہ پڑھنے کو تیار ہوں اور دوسرے ارکان اسلام پر بھی عمل پیرا ہو جاؤں گا لیکن آپ مجھے اس مشکل مقام سے نہ گزاریں۔بوڑھا ہو گیا ہوں کچھ مناسب معلوم نہیں ہوتا"۔

علمائے مصر نے کہا "ایسا تو ہوگا یہ دین کا معاملہ ہے"۔چنانچہ نپولین نے مسلمان ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸/ جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۳)

☆......☆......☆

توقیر صحافت

قومی ڈائجسٹ لاہور کے مدیر مجیب الرحمان شامی لکھتے ہیں:

معروف کالم نگار ارشاد احمد حقانی نے بڑے وثوق سے لکھ دیا کہ وزیر اعظم نے صدر محترم کو دوسری ٹرم کی مشروط پیشکش کی ہے یعنی اگر وہ چیف جسٹس کے خلاف وزیر اعظم کا ساتھ دیں تو آئندہ مدت عہدہ کے لئے مسلم لیگ (ن) کے صدارتی امیدوار ہوں گے۔ایوان صدر سے اس کی تردید کی گئی تو حقانی صاحب نے جوابی بیان میں اپنی صداقت کا دوبارہ اعلان کیا لیکن جب ایک دعوت میں سب کا آمنا سامنا ہو گیا تو حقانی صاحب نے صاف مکر کر سب کو حیرت کے سمندر میں ڈبو دیا۔ ظاہر ہے اخبار میں دوبار چھپا ہوا ان کا بیان از خود غائب تو نہیں ہو سکتا وہ جوں کا توں موجود ہے اس کے باوجود معروف کالم نگار صاف انکار کر کے "توقیر صحافت" میں اضافہ فرما رہے ہیں۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور، دسمبر ۹۷ء صفحہ ۱۷)

واقفین نو کے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے جو قریب کا دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔واقفین بچوں کو نہ صرف اس لحاظ سے بتانا چاہئے بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں، اس کے نتیجہ میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰/ فروری

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔